قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

جمعرات 30؍جون 2022ء | 30؍ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری | 30؍احسان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:131

ارشاد باری تعالیٰ

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۹﴾

(الصف:9)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوۡ رَجُلٌ مِّنۡ ھٰؤُلَآءِ

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا (یعنی زمین سے اُٹھ گیا) تو ان لوگوں میں سے ایک فرد یا کچھ افراد اُس کو واپس لائیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الجمعۃ، باب قولہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم حدیث نمبر 4897)

فرمان خلیفہ وقت

میں نے جب جماعتوں کو کہا کہ دشمنانِ اسلام قرآن کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کر رہے ہیں تو قرآن کی نمائش لگائی جائے، قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کو واضح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف جگہوں پر نمائشیں لگیں اور لگ بھی رہی ہیں اور اس کے بعد دنیا سے، ہر جگہ سے یہی رپورٹس آ رہی ہیں کہ جو غیر لوگ آنے والے ہیں وہ دیکھ کے کہتے ہیں کہ جو قرآنی تعلیم اور جو اسلام تم پیش کر رہے ہو یہ تو اتنا خوبصورت اسلام ہے کہ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ہم اس کی مخالفت کس طرح کر رہے تھے۔ ہمارے سامنے تو اسلام کا یہ خوبصورت پہلو کبھی آیا ہی نہیں۔ یہ ہماری لاعلمی تھی۔ اکثروں کا بڑا معذرت خواہانہ لہجہ ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم اور دوسرا اسلامی لٹریچر لے کر جاتے ہیں۔ ان نمائشوں میں آنے والے پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے، تعلیم یافتہ مسلمان بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، دوسرے مذاہب والے بھی ہیں اور سب بلا استثناء اس کام کو سراہ رہے ہیں کہ یہ عظیم کام ہے جو تم لوگ کر رہے ہو۔ لیکن بدقسمتی سے ایک مُلّاں ہے اور ان کا بھی ایک طبقہ ہے جو بعض ملکوں میں اس نمائش کی مخالفت کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیم پھیلانے کی مخالفت کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 9؍دسمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

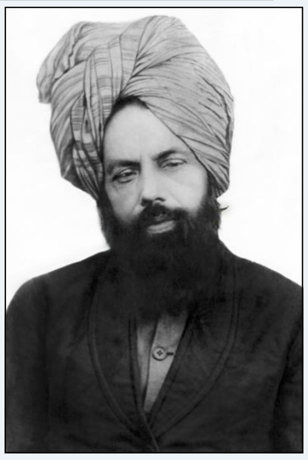

مسیح موعود کی تکذیب اور انکار کا نتیجہ

میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذاللہ اللہ تعالےٰ کو جھوٹا ٹھہرالیتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ مُوسوی سلسلہ کی طرح اس محمّدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اُس نے معاذاللہ اس وعدہ کو پُورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس امّت میں نہیں اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذاللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتمّ مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی امت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ:4) میں ایک آنیوالے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی بلکہ میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والنّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔

اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے۔ اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنۡکَ بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالےٰ کی تصدیق ہوتی اور اُس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے، ذرا اپنے دل میں سوچے اور اُس سے فتوےٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے۔

•رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ اس طرح پر کہ آپؐ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذاللہ جھوٹا نِکلا۔ پھر آپؐ نے جو امامکم منکم فرمایا تھا، وہ بھی معاذاللہ غلط ہوا ہے۔ اور آپؐ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذاللہ غلط نِکلی۔ کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا۔ عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب ٹھہرے گا یا نہیں؟

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 14-16 ایڈیشن 1984ء)

اس شمارہ میں

- بندے کو خدا کیا لکھنا (منظوم)
- اللہ کا رنگ پکڑو
- حضرت چوہدری اللہ دین جہلمیؓ کا تعارف
- صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
- الاستقامة فوق الكرامة
- آؤ! اُردو سیکھیں
- سانحہ ارتحال و ذکر خیر چوہدری بشیر احمد گورایا مرحوم
- جلسہ یومِ خلافت جماعت احمدیہ برٹنگال

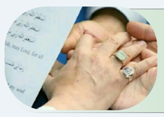

دربارِ خلافت

کسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرمت بخشی ہے، قتل نہ کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر اگلا حکم خدا تعالیٰ نے ان آیات میں یہ دیا ہے کہ وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ (الانعام:152) اور کسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرمت بخشی ہے، قتل نہ کرو۔ یہ حکم اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ معاشرے کے حقوق ادا کرو۔ اپنے بھائیوں، اپنے دوستوں، اپنے سے واسطہ پڑنے والوں کے حقوق عدل و انصاف سے ادا کرو۔ قتل صرف جان کا قتل نہیں ہے بلکہ تعلقات کو توڑنا، ناانصافی سے دوسروں کے حقوق پامال کرنا، یہ بھی قتل ہے۔ دوسروں کو جذباتی طور پر مجروح کرنا، یہ بھی قتل ہے۔ کسی کو اتنا زیادہ ذلیل و رسوا کرنا کہ گویا عملاً اُسے قتل کر دیا ہے، یہ بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔ اُس کی عزتِ نفس کو برباد کر دینا، یہ بھی قتل ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر بھی قتل ہوتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب قتل ایسے ہیں جن سے خدا تعالیٰ تمہیں منع کرتا ہے۔۔ ہر قتل کا آخری نتیجہ معاشرے میں فتنہ و فساد اور محرومیاں ہیں اور یہ چیزیں خدا تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِلَّا بِالۡحَقِّ سوائے اس کے جو سزا کا حقدار ہے، لیکن اس کے لئے بھی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ بدلے لینے کے لئے، اپنے کینے اور بغض نکالنے کے لئے قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ جو سزا کا حقدار ہے اُسے سزا دی جائے تو اس قدر سزا جتنا اُس کا جرم ہے۔ اور اس لئے سزا دی جائے کہ جرم کرنے والے کی اصلاح ہو اور معاشرے کا بہتر حصہ بن کر معاشرے کے فتنہ و فساد کو ختم کرنے کا ذریعہ بن سکے۔ لیکن یہاں بھی یہ بات واضح ہو کہ سزا دینے اور بدلے لینے کا حق ہر ایک کو نہیں ہے بلکہ قانون کو ہے۔ اور قانون انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے سزا دے، نہ کہ ظلم کرتے ہوئے۔ حتی کہ کسی قاتل کی سزا جو ہے اُس کا اختیار بھی کسی شخص یا مقتول کے ورثاء کو نہیں دیا گیا بلکہ یہ حق قانون کا ہے۔ یہ قانون تو آجکل بنائے جا رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت پہلے سے یہ حکم دیا ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے تم اپنے مجرم کو سزا دو۔ اور اگر ایک قاتل کو بھی پھانسی کی سزا دینی ہے تو ایک قانون ہی دے گا۔ اسی طرح معاشرے میں قانون کے تحت دوسری سزائیں ہیں، قتل کا اگر ایک مطلب تعلقات کو ختم کرنا یا مقاطعہ کرنا یا بائیکاٹ کرنا ہے تو یہ اختیار بھی ذمہ دار ادارے کو ہے۔ ہماری جماعت میں بھی اگر سزا کا نظام رائج ہے تو اصلاح کے لئے، نہ کہ کسی ظلم اور زیادتی کے لئے۔ یا کسی بھی قسم کی ایسی سزا جو دی جاتی ہے وہ اصلاح کے لئے دی جاتی ہے، کسی ظلم کے لئے نہیں دی جاتی۔ کیونکہ یہ ناحق ظلم و زیادتی جو ہے یہ بھی قتل کے مترادف ہے۔ یہ میں نے دیکھا ہے اور کئی دفعہ نوٹ بھی کیا ہے کہ اگر فریقین میں مسئلہ پیدا ہو جائے، لڑائی ہو جائے، مقدمہ بازی ہو جائے تو ظاہر ہے کہ فیصلہ کرنے والا ادارہ اپنی عقل اور شواہد کے مطابق ایک فریق کو ذمہ دار قرار دے گا، قصوروار قرار دے گا۔ اور اُس کے لئے پھر اس کی سزا کی بھی سفارش ہوتی ہے۔ تو جو دوسرا فریق ہے، جس کو نقصان پہنچا ہوتا ہے وہ بعض دفعہ اس بات پر ناراض ہو جاتا ہے کہ تھوڑی سزا دی ہے، اس سے زیادہ دیں۔ یعنی فیصلہ اُن کے مطابق ہو۔ اگر اسی طرح فریقین کو فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا جائے تو ایک قتل کے بعد دوسرا قتل ہوتا چلا جائے گا۔ اور قرآن ہمیں یہ کہتا ہے کہ تم اس سے بچو۔ اصل مقصد سزا کا معاشرے سے ظلم کو ختم کرنا ہے اصلاح کرنا ہے، ظالم کو اپنے ظلم کا احساس دلانا ہے۔ اور دو مومنوں کے درمیان اگر ایسا مسئلہ ہے تو ظاہر ہے اُن کو جب احساس دلایا جائے تو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ پس یہ اصل غرض ہے یا سزا کا اصل مقصد ہے کہ اصلاح کی جائے اور اس ناحق قتل کو روکا جائے جو آپس کے جھگڑوں اور فسادوں کی وجہ سے معاشرے میں پیدا ہوتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 2/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام)

بندے کو خدا کیا لکھنا

ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا
پتھر کو گہر، دیوار کو در، کرگس کو ہما کیا لکھنا
اک حشر بپا ہے گھر گھر میں، دم گھٹتا ہے گنبد بے در میں
اک شخص کے ہاتھوں مدت سے رسوا ہے وطن دنیا بھر میں
اے دیدہ ورو! اس ذلت کو قسمت کا لکھا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

یہ اہل حشم، یہ دارا و جم، سب نقش بر آب ہیں اے ہم دم!
مٹ جائیں گے سب پروردۂ شب، اے اہل وفا! رہ جائیں گے ہم
ہو جاں کا زیاں، پر قاتل کو معصوم ادا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

لوگوں پہ ہی ہم نے جاں واری، کی ہم نے ہی ان کی غم خواری
ہوتے ہیں تو ہوں یہ ہاتھ قلم، شاعر نہ بنیں گے درباری
ابلیس نما انسانوں کی اے دوست! ثنا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

حق بات پہ کوڑے اور زنداں، باطل کے شکنجے میں ہے یہ جاں
انساں ہیں کہ سہمے بیٹھے ہیں، خونخوار درندے ہیں رقصاں
اس ظلم و ستم کو لطف و کرم، اس دکھ کو دوا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

ہر شام یہاں شامِ ویراں، آسیب زدہ رستے گلیاں
جس شہر کی دھن میں نکلے تھے وہ شہر دل برباد کہاں
صحرا کو چمن، بن کو گلشن، بادل کو ردا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

حبیب جالب

ادار یہ

اللہ کا رنگ پکڑو

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

صِبۡغَۃَ اللّٰہِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً

کہ اللہ کا رنگ پکڑو اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے؟

اس اہم عنوان پر خاکسار دو یا تین بار مختلف انداز میں قلم اٹھا چکا ہے۔ رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کریم کے دوران جب بار بار صفات باری تعالیٰ سے گزر ہوتا رہا تو ہر صفت پر سورت البقرہ کی آیت 139 ذہن میں آتی رہی اور اللہ کے رنگ اپنانے کے حوالہ سے ہر صفت پکار پکار کر یہ دعوت دیتی رہی کہ میرے اندر بیان مضمون یا مفہوم کا لبادہ اوڑھیں تا نَحۡنُ لَہٗ عٰبِدُوۡنَ میں بیان عبادت گزاروں کی صفت کو اپنا کر اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بن جائیں۔

قبل اس کے کہ ہم صفات باری تعالیٰ کے ذکر میں داخل ہوں ہمیں فرمودات رسول ﷺ دیکھنے ہوں گے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے یعنی انسان، اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس میں یہ استعداد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلی طور پر اپنا سکے۔

(مسند احمد از حدیقۃ الصالحین صفحہ 40)

پھر فرمایا کہ

اللہ (ذاتی نام) کے علاوہ اس کے ننانوے صفاتی نام ہیں جو زندگی میں ان کو مدنظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(ترمذی از حدیقۃ الصالحین صفحہ 33-34)

اللہ اور اس کے بندے کا تعلق کا مضمون بہت گہرا ہے۔ جسے ایک آدھ نشست یا آرٹیکل میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم یہاں اللہ تعالیٰ کی چند ایسی صفات کا ذکر ہوگا، جن کو ایک مومن اپنے اندر حلول کرے تو حقیقی معنوں میں اللہ کے رنگ میں رنگین ہوسکتا ہے۔ جیسے رمضان کے متعلق آتا ہے کہ ایک مومن کم کھا کر، کم سو کر اور کم بول کر اللہ تعالیٰ سے مشابہت یا مماثلت اختیار کرتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے جن صفات کا نام لیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے ''الرب'' کی صفت ہے۔ بمعنی پالنے والا۔ اس صفت کی مناسبت سے والدین بالخصوص ماں اپنے بچوں کو پالتی پوستی ہے۔

اس صفت کے تحت ہم میں سے ہر ایک مربی ہے۔ ہمیں اپنے خاندان اور پھر معاشرہ میں پلنے والے تمام بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

• **الرحمٰن** بمعنی بن مانگے دینے والا۔ اللہ سے مماثلت کرتے ہوئے ماں باپ اپنی اولاد کی ایسی ضروریات کا خود خیال کرتے ہیں۔ ہمیں معاشرہ میں بھی رحمٰن صفت کے تحت مستحق لوگوں کی ضروریات کا خود خیال رکھنا چاہیے۔

• **الرحیم** بمعنی نہایت رحم کرنے والا۔ جو کوئی اپنی ضروریات ہمارے سامنے رکھے ہمیں اللہ کی اس صفت کے ساتھ حسب توفیق مستحق و غرباء کی ضروریات کو پورا کرنا چاہیے۔

• **السلام** بمعنی سلامتی والا۔ ہمیں بھی اس صفت کو اپنے اندر اتار کر اپنے اردگرد بسنے والے تمام لوگوں کے لیے سلامتی کا موجب بننا چاہیے۔

• **المؤمن** بمعنی امن دینے والا۔ جس طرح ہم سلامتی کا موجب ہوں۔ اسی طرح ہمارے پلیٹ فارم سے امن شانتی کا ہی پیغام دیں سندیسہ جانا چاہیے۔

• **المھیمن** بمعنی پناہ دینے والا۔ مخلوق کو ہماری کوکھ میں سکون ملنا چاہیے اور پناہ کا موجب بنیں۔

• **الجبار** بمعنی جوڑنے والا۔ ٹوٹے کام بنانے والا۔ یہ صفت تقاضا کرتی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک خاندان کو جوڑنے والا ہو۔ بگڑے کاموں کو سنوارنے والا ہو۔

• **الغفّار** بمعنی بخشنے والا۔ ہمیں غفور خدا کا رنگ اپنے اوپر چڑھاتے ہوئے لوگوں کے لیے معافی کا پیغمبر بن کر جانا چاہیے۔

• **الوھاب** بمعنی بہت دینے والا۔ جب خدا دیتا ہے تو اس کی اقتداء میں ہمیں بھی مخلوق کو دینے والا ہونا چاہیے۔ اَلۡیَدُ الۡعُلۡیَا خَیرٌ مِّنَ الۡیَدِ السُّفۡلٰی۔

• **الرزاق** بمعنی رزق دینے والا۔ اللہ تو بغیر حساب کے دیتا ہے۔ انسان کو اللہ کی مخلوق جو اس کی عیال ہے، کا خیال رکھنا چاہیے اور اپنے سے کم تر لوگوں کے لیے رزق فراہم کرنے والا بننا چاہئے۔

• **الباسط** بمعنی کشادہ کرنے والا۔ اپنے ہاتھ کو دوسروں کے لیے ہمیشہ کشادہ رکھنے والا ہو۔

• **الرافع** بمعنی بلند کرنے والا۔ کبھی انسان کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ نہ رکھیں بلکہ اس کے مقام و مرتبہ کو بلند کرنا چاہیے۔

• **المعزّ** بمعنی بہت عزت دینے والا۔

• **السمیع** بمعنی بہت سننے والا۔ انسان کے اندر یہ ایک خامی پائی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کی باتوں کو ذرا کم سنتا اور اپنی ہانکتا چلا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ السمیع ہے جو اپنی مخلوق کی داد رسی کرتا ہے۔ مخلوق اپنے اللہ سے باتیں کرنا پسند کرتے ہیں چونکہ وہ سنتا ہے۔ ایک مشہور مصنفہ ہیلن کیلر جو خود سماعت، گویائی اور نظر سے محروم تھیں کہتی ہیں کہ سننے کی صلاحیت تو اکثر لوگ رکھتے ہیں مگر سماعت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

• **البصیر** بمعنی دیکھنے والا۔ انسان عموماً دیکھی ان دیکھی کر جاتا ہے اور آنکھوں سے دیکھ کر بھی نہ سبق حاصل کرتا ہے اور نہ دوسروں کے لیے رہنما بنتا ہے جبکہ کہا جاتا ہے کہ خوبصورتی منظر میں نہیں ہماری آنکھ میں ہوتی ہے۔ اس کو بصارت بولتے ہیں۔ اگر بصارت حاصل ہو تو پھر اللہ تعالیٰ بصیرت بھی عطا کر دیتا ہے۔

• **العدل** بمعنی انصاف کرنے والا۔ ایک مؤمن کو اپنے خالق اللہ کے تابع رہتے ہوئے اپنے آپ اور معاشرے میں بسنے والوں سے عدل و انصاف سے پیش آنا چاہیے۔ اور میانہ روی و متوازن زندگی گزارنی چاہیے۔

• **الحلیم** بمعنی بردبار، نرمی حلم والا۔ اپنے خالق سے پیار رکھنے والے ایک مؤمن کو حلیم و وددود بن کر خاندان اور معاشرہ میں لوگوں سے حلم نرمی پیار، رافت اور بردباری سے پیش آنا ضروری ہے۔

• **الغفور** بمعنی بار بار مغفرت کا عادی۔ یعنی بار بار معاف کرنے والا۔ ہم انسانوں کو بھی اپنے ماحول میں بسنے والوں کی غلطیوں کو بار بار معاف کرنا چاہیے۔

• **الشکور** بمعنی قدردان۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم صفت ہے۔ جس کے تحت اللہ، اپنے بندوں کی اداؤں اور اپنے ساتھ بندوں کی محبت کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اس لئے بندوں کو بھی معاشرہ میں اس صفت کو رواج دینا چاہیے۔ اور معاشرہ میں بسنے والے اپنے ساتھی بھائیوں کی قدر کرنی چاہیے۔

• **الحفیظ** بمعنی حفاظت کرنے والا ہے۔ اس صفت کے تحت ہم اللہ سے اپنی حفاظت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں ہمیں بھی ایک دوسرے کی حفاظت کے ضامن بن کر سامنے آنا چاہیے۔ دوسرے کی ذات پر کیچڑ اچھالنا اور اسے ذلیل کرنے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

• **المقیت** بمعنی نگران غذا بہم پہنچانے والا۔ اصل میں مقیت اس کو کہتے ہیں جو مخلوقات کو خورد و نوش کی اشیاء پہنچائے۔ اپنی حکمت اور مرضی سے جس کو جس قدر چاہے رزق پہنچائے۔ جو انسان کو چاہیے وہ دے۔

• **الکریم** بمعنی عزت دینے والا۔ اس صفت کے تحت احترام آدمیت و انسانیت لازم ہے۔ بڑوں کو تو ہم عزت و احترام کا درجہ دیتے ہی ہیں۔ اپنے چھوٹوں اور اپنے سے کم مرتبہ، کمزوروں، خادموں اور مزدوروں سے بھی عزت سے پیش آنا اور ان کا احترام کرنا لازم ہے۔

• **المجیب** بمعنی قبول کرنے والا۔ جواب دینے والا۔ گو ان خوبیوں کے حوالہ سے کچھ گفتگو اوپر ہو چکی ہے لیکن خصوصی طور پر اس صفت کو اپنا کر ہر بندے کی بات کو سننا اور جواب دینا نیز اس کی خدمات و جذبات کو قبول کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ تو بعض متکبرانہ رنگ میں سوالی یا مخاطب کی بات سن تو لیتے ہیں مگر حقارت سے جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

• **الودود** بمعنی محبت کرنے والا۔ خدائے عزوجل کی جو بنیادی صفات ہیں۔ ان میں یہ ایک صفت ہے جس کے نظارے ہم روزانہ اپنی زندگیوں میں بھلائی و خیر کی صورت میں دیکھتے ہیں۔ ہمیں آپس میں محبت و شفقت، اخوت و الفت کو اپنانا چاہیے اور ہمیں ایک دوسرے سے محبت پیار سے پیش آنا چاہیے۔ آنحضور ﷺ نے ایک مسلمان کو ہدایت فرمائی کہ ''الودود الولود'' سے شادی کرو یعنی ایسی خاتون سے جو بچے جننے والی اور محبت کرنے والی ہو۔

• **الوکیل** بمعنی کام سنبھالنے والا۔ ہم اس لفظ کو اپنے معاشرے میں کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اور ہم جائز و ناجائز معاملات میں ایک

دوسرے کی وکالت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جبکہ ان معنوں میں معاشرہ کے بے بس و مجبور لوگوں کے کام کرنے اور سنبھالنے کا ذکر ہے۔

•**الوَلِیُّ** بمعنٰی حمایت کرنے والا۔ دوست۔ یہ لفظ ولایت سے نکلا ہے۔ معاشرہ میں انسان کو خود سری سے پیش نہیں آنا چاہیے بلکہ جائز کاموں کی حمایت کرنا اور ایک دوسرے کو دوست بنا کر گزر بسر کرنی چاہیے۔ انسان کو زندگی گزارنے کے لیے کئی ایسے پیشہ رکھنے والے لوگوں کی ضروریات رہتی ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس ناطے خیر خواہی کے جذبات رکھ کر دوستی کو اپنانا اور ولی بنانا ضروری ہے۔

•**الحیُّ** القیوم بمعنٰی زندہ اور سب کو تھامنے والا۔ بظاہر دیکھنے سے یہ صفات صرف اور صرف خدا کے لئے مختص نظر آتی ہیں۔ لیکن گہرائی سے سوچنے پر اس کے ایسے معانی سامنے آتے ہیں جو ہر انسان اپنے خالق حقیقی کا مظہر بن کر اپنے اوپر لاگو کر سکتا ہے۔ انسان بظاہر تو زندہ ہے اور اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے کئی جتن بھی کرتا ہے۔ لیکن اخلاقی و روحانی اعتبار سے اپنے آپ کو زندہ رکھنے اور دوسرے گرتے پڑتے لوگوں کو تھامنے اور ان کو اخلاقیات سے آراستہ کرنے کا مفہوم اس میں موجود ہے گویا کہ داعی الی اللہ بننے کے لیے ان صفات کو اپنے وجود میں اتارنا چاہیے۔

•**الماجد** بمعنٰی عزت دینے والا۔ اس حوالہ سے بھی اوپر گفتگو گزر چکی ہے۔ معاشرے میں ہر انسان کو عزت کے ساتھ رہنے کا حق ہے اور دوسروں کی عزت کرنا بھی اتنا ہی فرض ہے جتنا اپنی عزت کے ساتھ دنیا میں رہنے کا حق ہے۔

•**المقدم** بمعنٰی آگے کرنے والا۔ انسان کو اس صفت سے اپنے آپ کو رنگین کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں، کولیگز کو معاشرے میں اچھے معنوں میں پیش کرنے، انہیں ترقیات کے لئے آگے کرتے رہنا چاہیے۔

•**الاوّل** بمعنٰی سب سے پہلے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے استاذی المکرم سید محمود احمد عفی عنہ نے مسجد مبارک ربوہ میں حدیث کے درس میں یہ اہم نکتہ اپنے شاگردوں کو سمجھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ''الاوّل'' ہے۔ آپ کو بھی دنیا کے ہر میدان میں اول رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

•**اَلْبَرُّ** بمعنٰی احسان کرنے والا۔ اسلامی تعلیمات میں احسان سے پیش آنے کی بہت تلقین ملتی ہے۔ والدین، عزیز و اقارب، کمزوروں، یتیموں، بے کسوں، خادموں، مزدوروں اور پسے ہوئے طبقہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ کر ''اَلْبَرُّ'' صفت کا لبادہ انسان پہن سکتا ہے۔

•**الستار** بمعنٰی ستر یعنی پردہ پوشی کرنے والا۔ معاشرے میں بالعموم غیروں کی برائیوں کو اچھالنے، تجسس و عیب جوئی کرنے کی عادت عام ہوتی ہے۔ جبکہ خدائے کریم و برتر نے آپ کے بے شمار عیوب کو ڈھانپ رکھا ہے۔ اس کے پیش نظر ہم پر لازم ہے کہ ہم دوسروں کے عیوب کو عیاں کرنے کی بجائے ستر، پردہ پوشی، چشم پوشی سے کام لیں۔

•**التواب** بمعنٰی رجوع کرنے والا۔ گھروں میں برتن رکھے ہوں وہ آپس میں ٹکرا کر آواز پیدا کر ہی دیتے ہیں۔ اسی طرح معاشرہ میں لڑائی جھگڑا اور تو تکرار ہونا بھی حقیقت ہے۔ مگر اس کے بعد اکڑ میں رہنا اور میل ملاقات بند کر دینا انسانیت کے دائرہ سے باہر کی بات ہے۔ رجوع کر کے اللہ کی صفت کو اپنے اوپر چڑھانا ضروری ہے۔

•**العفو** بمعنٰی معاف کرنے والا۔ یہ صفت تو بہت واضح ہے۔ ہم ہر روز گناہ کرتے ہیں اور پھر اللہ سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں اور وہ ہمیں معاف بھی کر دیتا ہے۔ ہم بار بار غلطی کرتے ہیں اور وہ بار بار رجوع برحمت ہو کر ہمیں معاف کرتا چلا جاتا ہے۔ جبکہ ہم اپنے ہی کسی ساتھی کی ایک ہی غلطی کو دل میں بٹھا کر سالوں سال انتقام کی آگ میں جلتے بھڑکتے اور معاف کرنے کا نام ہی نہیں لیتے اور خدا سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہماری غلطیوں کو معاف کرتا رہے۔ اللہ کی صفت ''العفو'' کو اپنا کے اسے معاشرہ میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔

•**الرؤوف** بمعنٰی مہربانی کرنے والا۔ معاشرہ کو حسین اور اسلامی بنانے کے لیے یہ صفت بھی ہر فرد کو اپنانا ضروری ہے۔ اگر ہم معاشرے میں ایک دوسرے سے مہربانی، رافت و نرمی سے پیش آئیں تو ہر جگہ اللہ ہی اللہ ہو اور معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔

•**اَلْمُقْسِطُ** بمعنٰی انصاف کرنے والا۔ اوپر ''العدل'' صفت کے تحت انصاف کا ذکر ہو آیا ہے عدل اور قسط میں معمولی فرق ہے لیکن مفہوم وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے

•**النافع** بمعنٰی نفع پہنچانے والا۔ ہمارے معاشرہ میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے کسی کو نفع کی امید نہیں کی جاتی۔ جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ''النافع'' کو سامنے رکھ کر انسان کو دوسروں کے لیے نفع رساں وجود بننا چاہیے۔

النور بمعنٰی روشن کرنے والا۔ اللہ کی اس صفت کو مدنظر رکھ کر انسان کو دوسروں کے لیے روشنی کا مینار بن کر علمی، اخلاقی، معاشرتی روشنی سے متمتع کرتے رہنا چاہیے۔

•**الهادی** بمعنٰی ھدایت دینے والا۔ ویسے تو ھدایت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے لیکن ھدایت بمعنی راہنمائی لیے جائیں تو ایک مومن دوسرے مومن کے لیے راہنمائی کے اصول وضع کرتا ہے۔

•**الرشید** بمعنٰی نیک راہ چلنے والا۔ یہ لفظ بھی رشد یعنی ھدایت و رہنمائی سے نکلا ہے۔ ایک مومن کو خود بھی نیکی کی راہیں اختیار کرنی چاہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی راہوں پر چلانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ الغرض اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کو ہر وقت مشعل راہ بنائے رکھنا چاہیے۔

پیارے قارئین! یہاں وقت کی مناسبت اور جگہ کی رعایت سے 104 صفات باری تعالیٰ میں سے 40 صفات کا اختصار سے ذکر کیا ہے (باقی کو قسط 2 کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔) یا قارئین باقی صفات باری تعالیٰ کا ذکر حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم کی مرتب کردہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 33 تا صفحہ 35 زیر عنوان اللہ تعالیٰ اور اس کے نام نیز مکرم حافظ مظفر احمد کی مرتبہ دعاؤں کی معروف کتاب مناجات رسول از خزینۃ الدعا صفحہ 120 تا 121 یا 700 احکام خداوندی مرتبہ حنیف احمد صفحہ 99 تا 101 ملاحظہ کر لیں۔

40 صفات کی مختصر تشریح قارئین کی خدمت میں صرف ایک نوالہ کے طور پر پیش کی گئی ہے تا ان کی روشنی میں ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ہر صفت سے رنگیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ابوسعید)

بقیہ: حضرت چوہدری اللہ دین جہلمیؓ...... از صفحہ 5

ایک فہرست شائع ہوئی جس میں 565 افراد کے نام درج ہیں۔ ان خوش نصیبوں میں حضرت اللہ دین صاحب جہلمی بھی تھے۔ اس فہرست میں آپ کا نام 427 نمبر پر درج ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 17 جنوری 2021ء)

حضرت مسیح موعودؑ کا چوہدری اللہ دین کے گھر تشریف لانا

حضرت مسیح موعودؑ جنوری 1903ء میں جہلم تشریف لائے تھے تو اس وقت حضرت چوہدری اللہ دین صاحب جہلمی نے آپ کی بیعت کر لی تھی۔ ان دنوں میں چوہدری صاحب نے حضورؑ سے گھر تشریف لانے کی درخواست کی جو آپؑ نے قبول کی اور آپؑ مصروفیات میں سے تھوڑا وقت نکال کر آپ کے گھر تشریف لائے اور چائے نوش فرمائی۔ اس کے بعد حضورؑ احمدیہ مسجد جہلم تشریف لے گئے۔ راستہ میں لوگ آپ کے استقبال کے لئے تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ جہلم میں چوہدری صاحب کا گھرانہ جماعتی پروگراموں کے لئے ہر وقت کھلا رہتا۔ اس گھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف لا چکے ہیں۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ خلافت سے پہلے اس مبارک گھر تشریف لاتے رہتے تھے۔ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا) نے ایک دفعہ سے زائد حضرت چوہدری اللہ دین صاحب جہلمی کے گھر میں قیام کیا۔ ان وجودوں کی برکات کا پھل ہے کہ اس وقت اس صحابی کی اولاد دنیا کے بہت سے ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔

میاں محمد موسیٰ صحابی حضرت مسیح موعودؑ سے رشتہ داری

مصنف مضمون ہذا کے دادا جان حضرت میاں محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی عائشہ بیگم کی مکرم چوہدری عبد العزیز ابن چوہدری اللہ دین صاحب کے بڑے بیٹے چوہدری بشیر احمد وڑائچ کے ساتھ 1943ء میں بیاہی۔ وہ زیادہ دیر زندہ نہ رہیں اور 1945ء میں وفات پا گئیں۔ ان کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام چوہدری صدیقہ اختر ہے۔ مکرمہ عائشہ بیگم نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے اپنے بھائی میاں محمد یحیٰی (خاکسار ڈاکٹر محمود احمد ناگی کے والد محترم) سے عہد لیا کہ ان کی بیٹی کی شادی اپنے کسی بیٹے سے کر دینا۔ اس بچی کے ساتھ خاکسار کی شادی 27 اپریل 1969ء کو ہوئی۔ ہم دونوں اس وقت امریکہ کی ریاست اوہایو میں اپنے بڑے بیٹے ڈاکٹر مبشر محمود ناگی کے ساتھ ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔

وفات

حضرت چوہدری اللہ دین صاحب جہلمی موصی تھے۔ ان کا وصیت نمبر 3805 تھا۔ آپ 30 ستمبر 1946ء کو 84 سال کی عمر میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہیں۔

(روزنامہ الفضل 14 اپریل 2014ء صفحہ 5)

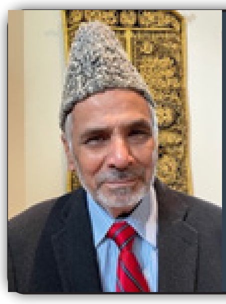

تحریر و تحقیق:ڈاکٹر محمود احمد ناگی، کولمبس اوہایو، امریکہ

حضرت چوہدری اللہ دین جہلمیؓ

(صحابی حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت چوہدری اللہ دین ابن چوہدری قطب الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 1903ء کےسفر جہلم کے دوران آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔آپ کے ساتھ گھر کے تمام افرادِ خانہ (مرد عورتوں اور بچوں) نے بھی بیعت کی۔آپ احمدی ہونے سے پہلے بھی نہایت دین دار اور عبادت گذار تھے۔آپ کا تعلق فرقہ اہل حدیث سے تھا۔دین سیکھنے اور سکھانے کا آپ کو خاص شغف و شوق تھا۔جہلم میں احمدیت کی آبیاری حضرت مولوی برہان الدینؓ صاحب اور ان کے ہونہار بیٹے حضرت مولوی عبدالمغنیؓ صاحب کی مرہونِ منت ہے۔ یہ دونوں بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے تین سو تیرہ اصحاب میں شامل ہیں (روحانی خزائن جلدنمبر 11 صفحہ 326پرمولوی برہان الدین کا لسٹ میں 84 واں نمبر ہے اور مولوی عبدالمغنی کا 190 نمبر ہے)۔ان دونوں بزرگان کے ساتھ نیا محلہ کے ایک بزرگ چوہدری اللہ دین صاحب کا ذکر کرنا ضروری ہے جو 1895ء میں تقریباً 33 سال کی عمر ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل وزیرآباد سے جہلم شہر میں آباد ہوئے۔موجودہ بیت الحمد کے پاس ایک بڑا گھر تعمیر کیا۔یہ گھر بہت دیر تک جہلم شہر میں بڑے گھر کے طور پر جانا جاتا رہا۔جہلم آتے ہی چوہدری اللہ دین صاحب کی ملاقات مولوی برہان الدین صاحب اور عبدالمغنی صاحب سے ہوئی اور یہ ملاقات گہری دوستی میں تبدیل ہوگئی۔وزیرآباد میں آپ زمیندارہ کرتے تھے۔جہلم میں آنے کے بعد ٹمبر کا کاروبار شروع کر دیا۔اس زمانے میں جہلم شہر برصغیر ہند میں ٹمبر کی ایک بڑی مارکیٹ تھی اور دریائے جہلم لکڑی کی ترسیل کے لئے استعمال ہوتا تھا۔آپ موجودہ آزاد کشمیر میں لکڑی کے ٹھیکے لیتے اور دریائے جہلم کے ذریعے اس کی ترسیل کرواتے۔لاہور شہر میں بھی ٹمبر کا کاروبار کرتے تھے۔آپ کی اولاد بھی ایک عرصہ تک اسی پیشہ سے وابسطہ رہی۔ چوہدری اللہ دین صاحب نے ٹمبر کے علاوہ بھٹہ جات اور گورنمنٹ کنٹریکٹر کے کاروبار کو بھی اپنائے رکھا۔وہ اپنے علاقہ کے ایک نہایت شفیق اور پرہیزگار بزرگ انسان تھے۔ وہ فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اس سلسلہ میں احمدی اور غیراحمدی میں کوئی فرق نہ رکھتے تھے۔آپ کو قرآن پڑھانے کا بہت شوق تھا۔انہوں نے گھر میں محلے کے بچوں کو قرآن پڑھانے کا ایک وقت مقرر کر رکھا تھا۔وہ بچوں کو قرآن پڑھنے کی طرف راغب کرتے رہتے تھے۔آپ بچوں کو گھروں سے اپنے مکان میں لاکر قرآن پڑھایا کرتے تھے۔انہوں نے محلے کے تمام بچوں کو احمدی ہوں یا غیراحمدی قرآن ناظرہ پڑھایا۔مولوی برہان الدین صاحب ان دنوں جہلم شہر کی ایک مسجد میں جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔یہ مسجد ان کے بھائی مولوی نعمان نے بنوائی تھی۔مولوی برہان الدین صاحب چوہدری اللہ دین پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ان کی دوستی آپ کو احمدیت کے قریب لانے کا سبب بنی۔

حضرت چوہدری اللہ دین صاحب کے سات بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ان کی اولادیں دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں اور جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمات میں مصروف ہیں۔ان کے بیٹوں کے نام یہ ہیں۔چوہدری عبدالعزیز، چوہدری عبد الرحیم، چوہدری عبد الکریم، چوہدری عبد الحمید، چوہدری عبد المجید، چوہدری عبد الرشید اور چوہدری عبد الرحمن۔ بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔محترمہ زینب، محترمہ اقبال، محترمہ امتہ الحفیظ، محترمہ ممتاز اور محترمہ شہزادہ۔

احمدیہ بیت الحمد جہلم شہر

جہلم کے ایک شخص الٰہی بخش خواجہ حج کرنے گئے، وہاں انہوں نے رؤیا دیکھی کہ نیا محلہ جہلم میں انہوں نے ایک مسجد بنوائی ہے اور مولوی برہان الدین صاحب کو اس کا امام مقرر کیا ہے۔ جب وہ حج کر کے واپس آئے تو انہوں نے کہا مولوی صاحب آؤ میں آپ کو مسجد بنوا دیتا ہوں۔۔۔جب مسجد تیار ہونے پر آپ کو امام مسجد بنایا تو اس آدمی کی برادری اور دوسرے لوگوں اور دوستوں نے منع کیا کہ اس وہابی کو امام مت مقرر کرو، یہ تو یہاں بیٹھ کر سب کو گمراہ کر دے گا۔اس نے کہا کہ میں نے بیت اللہ میں جو رؤیا دیکھی تھی اس میں انہی کو امام مقرر کیا ہے۔ میں ہرگز نہیں ہٹاتا۔مولوی صاحب نے بھی تو خدا اور خدا کے رسول کا نام لینا ہے۔ اس طرح اس مسجد کی امامت حضرت مولوی صاحب کے پاس آگئی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کا نام ابھی جماعت احمدیہ نہیں رکھا تھا۔ پیغام حق کی مخالفت کی وجہ سے لوگوں نے مسجد کو جلا دیا اور مولوی برہان الدین کو اتنا مارا کہ وہ مرنے کے قریب ہوگئے۔لوگوں نے آپ کو پیغام بھیجا کہ اپنے مرزا کو کہیں کہ بیت الذکر بنوا دے۔۔۔آپ نے افریقہ میں اپنے چند پرانے دوستوں کو مسجد کی تعمیر کے لئے خطوط لکھے۔ رقم آنی شروع ہوگئی اور مسجد ازسرنو تعمیر ہوگئی۔ اس کام کے منتظم میاں نورحسین صاحب اور چوہدری اللہ دین صاحب تھے۔مسجد کی تعمیر کے بعد مولوی برہان الدین اس مسجد کے بانی اور امام الصلوۃ تھے۔ یہی مسجد اب ’’احمدیہ بیت الحمد‘‘ کہلاتی ہے۔ (ماہنامہ انصاراللہ ستمبر 1977ء صفحہ 9-12)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سفر جہلم اور چوہدری اللہ دین کی بیعت

مولوی کرم دین نے حضرت مسیح موعودؑ پر ازالہ حثیت عرفی کا استغاثہ دائر کر دیا۔ اس مقدمہ میں حضورؑ کے نام عدالت کی طرف سے وارنٹ جاری ہوئے۔جہلم کی عدالت میں 17 جنوری 1903ء پیشی کے لئے مقرر ہوئی۔حضورؑ 15 جنوری 1903ء کو جہلم کے لئے روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ حضرت سید عبدالطیف کابلی بھی شامل تھے۔ لاہور سے جہلم کا نظارہ قابل دید تھا۔ ہر اسٹیشن پر ایک بڑا ہجوم آپ کے استقبال کے لئے آیا ہوا تھا۔حضور 2 بجے دوپہر جہلم تشریف لائے۔ شائقین کی تڑپ دیکھ کر آپ سے درخواست کی گئی کہ حضور چند منٹ کے لئے گاڑی کے دروازے میں کھڑے ہوکر اپنے منور چہرہ کی زیارت کرادیں۔ پھر آپ گاڑی میں

سوار ہوکر سردار ہری سنگھ کے بنگلہ روانہ ہو گئے۔حضرت مولوی برہان الدین صاحب قافلے کے آگے یہ کہتے جا رہے تھے۔’’پیلی (چیونٹی) کے گھر نارائن (بروزخدا) آیا ہے۔حضورؑ عدالت میں پیش ہوئے اور جج نے آپ کو مقدمے میں بری کر دیا۔

جماعت جہلم بہت خوش قسمت تھی کہ مقدمہ کی وجہ سے حضرت اقدس اور مہمانوں کی خدمت کا موقع ملا۔بعض اوقات ایک ہزار کے قریب مہمان دسترخوان پر موجود ہوتے۔ایک بڑی تعداد نے امام الزمان کو شناخت کر کے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

(تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ 263-269، نظارت نشرواشاعت قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام 1903ء کے سفر جہلم کے بارے اپنی کیفیت یوں بیان فرماتے ہیں۔

’’جب میں کرم دین کے فوجداری مقدمہ کی وجہ سے جہلم جارہا تھا تو راہ میں مجھے الہام ہوا۔ اُرِیْكَ بَرَكَاتٍ مِنْ كُلِّ طَرَفٍ یعنی میں ہر ایک پہلو سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا۔۔۔جب میں جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ وہ میری ملاقات کے لئے آیا۔ اور تمام سڑک پر آدمی تھے۔ اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے اور پھر ضلع کی کچہری کے اردگرد اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ ہجوم حیرت میں پڑ گئے۔ گیارہ سو آدمیوں نے بیعت کی اور قریباً دوسو عورت بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئی۔۔۔اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں سے مالامال ہوکر قادیان میں واپس آئے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 263-264)

اخبار بدر قادیان میں سفر جہلم کے دوران جنوری 1903ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اصحاب کی

بقیہ صفحہ 4 پر

قریشی طاہر احمد ناصر۔ ملبورن آسٹریلیا

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں

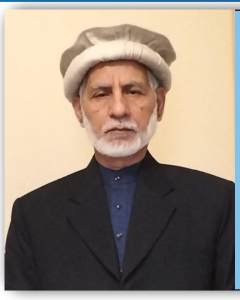

میں اکثر غور کرتا ہوں کہ وہ بھی کیا لمحات ہوتے ہیں جب انسان حقیقت میں مغلوب کیا جاتا ہے سچائی کے سامنے مغلوب ہونے میں کیا ہی عظمت اور لطف ہے یہ وہ ہی جانتے ہیں جنہیں سچائی مغلوب ہونے کا تجربہ ہوا ہو۔ انسانی تاریخ میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

میں قرآن میں جب بھی حضرت موسیٰ علیہ سلام کے مقابل جادوگروں کے مغلوب ہونے کا واقعہ پڑھتا ہوں اک عجیب طرح کا لطف آتا ہے کہ نہ کوئی تبلیغ نہ صحبت تو پھر یہ کیا ہوا کہ آنِ واحد میں ان کی کایا پلٹ گئی۔

اور کہاں تھوڑی دیر پہلے تک وہ اپنی ممکنہ جیت کے تصور سے مقدرِ وقت سے انعام کی توقع کر رہے تھے اور پھر یہ کیا واقعہ گزرا کہ حقیقت کا ادراک ہوتے ہی انہوں نے ایمان میں اتنی ترقی کی کہ پھر فرعون کے سامنے کلمہ حق سے موت کا خوف بھی انہیں روک نہ سکا حالاں کہ انہوں نے ایک ہی نشان تو دیکھا تھا جبکہ اس کے مقابل فرعون اور اس کی قوم نے کہیں بڑھ کر معجزات دیکھے تھے۔

انسان جب بھی اس طرح کی مثالوں سے گزرتا ہے روح کو اک عجیب سرور اور تمانیت کا احساس ہوتا ہے مشکل راہ ہے مگر اُن راستبازوں کو کیا لطف آتا ہو گا کچھ وہ وہی جانتے ہیں اور اس راحت سے لطف اندوز ہونا ان کی پاک فطرت اور صاف دل کا بہترین انعام ہوتا ہے۔

اس طرح کے بہت سارے واقعات ہم حضرت مسیح موعود علیہ سلام کی زندگی میں اکثر دیکھتے ہیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ سلام کی سونح کا مطالعہ کرتے ہوئے قدم قدم پہ ایسے واقعات ملتے ہیں قارئین کی خدمت میں فی الحال ایک کا تذکرہ مختص سا بیان کرتا ہوں۔

’’مولوی صاحب تحقیقِ حق اور چیز ہے اور ہار جیت کا خیال اور چیز ہے‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ سلام کے ایک بہت ہی قابلِ فخر صحابی حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کے احمدیت قبول کرنے کا واقعہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے حق اشکار ہونے کے بعد ایمان میں بڑی سرعت اور تیزی سے ترقی کی۔ لکھا ہے کہ وہ امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ سلام اور بستی قادیان سے بے انتہا محبت کرنے والے اور دین کی خدمت کرنے والے تھے آپ کے روحانی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی وفات سے قبل حضرت مسیح پاک کو الہام ہوا کہ ’’دو شہتیر ٹوٹ گئے‘‘۔ حضرت اقدس علیہ سلام نے ایک شہتیر آپ کو ٹھہرایا اور دوسرے حضرت عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کو۔

قبولِ احمدیت سے قبل حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی فرقہ اہلِ حدیث کے پُرجوش داعی تھے اور آپ کا اثر و رسوخ اور حلقہ اثر دریائے جہلم کے پار کشمیر اور پنجاب کے وسیع علاقہ تک تھا گو آپ فرقہ اہلِ حدیث سے تعلق رکھتے تھے لیکن اس کے علاوہ جس عقیدہ پر آپ مضبوطی سے قائم تھے وہ بنیادی طور پر یہ تھا کہ:

’’امام مہدی کے ظاہر ہونے کے قرائن و نشانات اس زمانہ میں عام ہیں اور مہدی کے آنے کا وقت یہی ہے‘‘

لہٰذا اسی جستجو مین جب آپ نے یہ خبر سنی کہ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو قرآن کا ماہر ہے اور ہر مذہب کے مقابل پر دینِ حق کی نمائندگی کر رہا ہے آپ اپنی فطرتِ سعیدہ سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہی وہ منزل ہے جس کی مجھے تلاش ہے چنانچہ اپنی آنکھوں سے اس وجود کو دیکھنے کے لیئے پیدل ہی جہلم سے قادیان کے لیئے روانہ ہوئے گئے۔

کئی دن کے پیدل سفر کے بعد جب آپ قادیان وارد ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ سلام تو ہوشیار پور گئے ہوئے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے جہلم واپس جانا گوارا نہ کیا اور شوقِ ملاقات میں قادیان سے ہوشیار پور کے لیئے روانہ ہو گئے۔ ہوشیار پور پہنچ کر آپ کے مکان کا پتہ کیا اور مکان پر پہنچ کر دستک دی خادم آیا اور پوچھا کہ کون ہے میں نے کہا میں برہان الدین جہلم سے مرزا صاحب کو ملنے آیا ہوں اس نے کہا ٹھہرو میں اجازت لے لوں جب وہ پوچھنے کے لیئے گیا تو مجھے اس وقت فارسی میں الہام ہوا کہ:

’’جہاں تم نے پہنچنا تھا پہنچ گئے اب یہاں سے نہیں ہٹنا‘‘

خادم نے آ کر بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ سلام سے ملاقات نہیں ہو سکتی چونکہ آپ نے اپنے ساتھ والوں کو ہدائت کی ہوئی تھی کہ فرصت نہیں ہے جب خادم نے مجھے بتلایا تو میں نے کہا میں یہاں ہی بیٹھتا ہوں جب فرصت ملے گی تب ہی سہی۔

دروازہ پر موجود نگران شیخ حامد علی صاحب سے مولوی صاحب نے بہت منتیں کیں کہ مجھے صرف چک اُٹھا کر ایک دفعہ دیکھ لینے دو اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کروں گا مگر حامد علی صاحب نے یہ بات نہ مانی۔ مگر ایک موقع پر جب خادم کسی کام سے وہاں سے ہٹے مولوی صاحب کو موقع میسر آ گیا یہ چوری چوری گئے اور چک اُٹھا کر حضرت صاحب کو دیکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ سلام اس وقت کچھ لکھ رہے تھے اور جلدی جلدی کمرہ میں ٹہل رہے تھے لوگوں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے کیا دیکھا تو مولوی صاحب نے برملا کہا کہ ’’اُنہوں نے بہت دور جانا ہے یہ کمرے میں بھی تیز تیز چل رہا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے بڑا کام کرنا ہے‘‘

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا کہ ان سے تبادلہ خیالات کیا جائے اور انکی علمیت اور قابلیت کا اندازہ لگایا جائے اس کے علاوہ میں جہلم سے چل کر آیا ہوں اگر لوگ دریافت کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا۔

چنانچہ مولوی صاحب کا بیان ہے کہ تبادلہ خیالات کی اجازت حاصل ہونے کے بعد میں نے معمولی سوال و جواب کئے اور بعض احادیث پیش کیں۔ حدیثوں کے متعلق میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب قرآن شریف کی آیات سے کسی حدیث کو صحیح قرار دیتے یا ضعیف۔ یہ انوکھا استدلال دیکھ کر میں حیران ہوا کہ کسی حدیث کو صحیح یا مرسل وغیرہ قرار دینا آسان کام نہیں بلکہ بہت مشکل کام ہے محدثین کا طریق تو یہ ہے کہ راویوں کو دیکھا جائے۔ ان کے حالات معلوم کیئے جائیں۔ یہ کیا جائے وہ کیا جائے مگر یہ عجیب استدلال ہے کہ یہ حدیث قرآن کے مخالف ہے لہٰذا ضعیف ہے یہ حدیث قرآن کی تصدیق کرتی ہے لہٰذا صحیح ہے۔

خیر پہلے دن میں کچھ شرمندہ سا ہو کر واپس چلا آیا اور آپ کے علمِ قرآن کی عظمت میرے دل میں بیٹھ گئی۔ مگر رات سویا تو میرے نفس نے کہا کہ واہ برہان تم نے تو کبھی کسی جگہ پیٹھ نہیں دکھائی اور شکست نہیں مانی۔ مرزا صاحب نیک اور بزرگ ہیں مگر عالم ہونا اور چیز ہے۔ یہ مغل قوم کا فرد ہے کسی علمی گھرانے کا نہیں اور پھر گاوں کا رہنے والا ہے نہ کہ شہر کا باشندہ ہے اور تم نے تو باقاعدہ استادوں سے علم حاصل لکے ہیں اور پھر اب تک کئی میدان مارے ہیں وہ تو کل اتفاقیہ طور پر چند کلمات مرزا صاحب کے منہ سے لکلے جو دل کو بھا گئے‘‘

چنانچہ دوسرے دن میں خاص تیاری کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سوال جواب شروع ہوئے میں نے دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب نے میرے اردگرد قرآن کا قلعہ لگا دیا یعنی چاروں طرف قرآنِ کریم کی دیوار بنا دی میں حضور کی قرآن دانی سن کر اور سادہ طرزِ بیان جس میں بالکل تصنع اور بناوٹ کا شائبہ تک نہ تھا میں یہ دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گیا۔

میں نے اس کے ساتھ تفسیر قرآن کریم کے حقائق اور معارف سنے تو دل عش عش کر اُٹھا کیونکہ دیگر تفاسیر میں اس کا عشرِ عشیر تو درکنار مفسرین تو اس کوچہ سے بالکل بیگانہ دِکھے۔ اسی وقت میرے دل نے فیصلہ کیا کہ برہان جس کی تلاش میں تم حیران و سرگرداں مارے مارے پھر رہے ہو وہ گوہرِ مراد تو یہی ہے۔

اب جب میں رات کو سویا تو پھر میرے نفس نے سر اِٹھایا اور جوش دلایا کہ کل کا دن مزید دیکھو۔ چنانچہ تیسری دفعہ پھر جب سوال و جواب شروع ہوئے اور میرے ترکش میں جس قدر تیر اصولِ معانی، منطق، فلسفہ اور صرف و نحو وغیرہ علوم کے تھے استعمال کرنے شروع کیئے تو حضرت صاحب نے نہائت محبت اور پیار اور سادگی سے فرمایا:

’’مولوی صاحب تحقیقِ حق اور چیز ہے اور ہار جیت کا خیال اور چیز ہے‘‘

بس حضور کا یہ فرمانا تھا کہ میرے نفس نے مجھے نہائت ملامت کی اور میں نے اسی وقت حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور میری بیعت لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ سلام نے یہ کہہ کر بیعت لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے بیعت لینے کا اِذن نہیں۔ چانچہ اس تاریخی ملاقات نے حضرت مولوی صاحب کی کایا پلٹ دی۔

اور کایا جیسی کایا پلٹی کہ انسان حیران رہ جائے کہ بعد میں ایک الہامِ الٰہی میں آپ کو شہتیر سے تشبہ دی گئی اور دانشمند خوب جانتے ہیں کہ کسی مکان میں شہتیر کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔

مولوی صاحب کے احمدیت قبول کرنا تھا کہ ساری مقبولیت ختم ہوگئی اور آپ عوام کے غیظ و غضب کے مورد ہوئے۔ پر عشق کا یہ عالم تھا کہ جب 1903 میں حضرت مسیح موعود علیہ سلام مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں عدالت میں حاضری کے لیئے جہلم تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی عجیب عاشقانہ کیفیت تھی۔ آپ کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ حضور نے جب جہلم ورود فرمایا اس وقت آپ بہت وقت ضعیف ہو چکے تھے پھر بھی آپ حضور کی سواری کے آگے عجیب مجذوبانہ حالت میں چل رہے تھے۔ اور بار بار لوگوں کو کہتے جاتے:

’’پیلی کے گھر نارائن آیا‘‘ یعنی ایک چیونٹی

بقیہ صفحہ 7 پر

مرسلہ: میر ثناء اللہ ناصر

الاستقامة فوق الكرامة

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

”کسی ملک میں، کسی گاؤں میں ایک احمدی خاتون تھیں۔ان کے تین یا چار بچے تھے جو مختلف عمروں کے تھے اور قریباً جوان تھے۔ اگرچہ گاؤں میں صرف یہی ایک احمدیوں کا گھر تھا لیکن یہ ایسا خاندان تھا جس کے گاؤں والوں پر بڑے احسانات تھے۔ بڑا معزز اور کریم گھرانہ شمار ہوتا تھا۔ ان احسانات کی وجہ سے گاؤں والوں کی نظریں ہمیشہ اس خاندان کے لوگوں کے سامنے نیچی رہتی تھیں۔ اس لئے گاؤں والوں کی طرف سے انہیں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ انکی شرافت انکے اردگرد پہرہ دے رہی تھی۔ لیکن جب باہر سے حملہ ہوا اور ایک جتھہ آیا تو گاؤں والوں نے اپنی پناہ واپس لے لی۔ انھوں نے کہا کہ اس حملہ کے مقابلے کی ہم میں طاقت نہیں اس لئے تم یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو اور جہاں بھی پناہ مل سکتی ہے وہاں چلے جاؤ۔ اس احمدی خاتون نے کہا، کیسا فرار؟ اس جگہ کو چھوڑ کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدا کے خلیفہ کی آواز میرے کانوں تک پہنچی ہے کہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اور وہاں سے باہر نہیں جانا۔ اس لئے اگر میرے سارے بچے بھی قربان ہوجائیں تب بھی میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ پھر اس نے ایک عجیب حرکت کی۔ جس دن حملہ کا خطرہ تھا یعنی جس دن یہ اطلاع تھی کہ جتھہ حملہ کرے گا، اس صبح اس نے اپنے بچوں کو بہترین کپڑے پہنائے جو عید یا شادی بیاہ کے موقع پر پہنے جاتے ہیں۔ پھر اس نے سویاں پکائیں جو ہمارے ہاں بھی دیہات میں عموماً عید کے موقع پر پکائی جاتی ہیں اور بچوں کو خوب سجابنا کر اور خوب اچھی خوراک دے کر ماں نے کہا، بچو! اب حملہ ہونے والا ہے۔ تم میرے چار جوان بچے ہو۔ تم میں سے اگر ایک بھی پیٹھ دکھا کر زندہ واپس آیا تو میں اس کو کبھی اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔ جس طرح میں نے تمہاری عید بنائی ہے، تم میری عید بنانا۔ خدا کی راہ میں ہنستے، مسکراتے اور اپنی چھاتیوں پر وار کھاتے ہوئے جان دینا، پیٹھ پر وار کھاتے ہوئے نہیں۔ اس طرح اس نے اپنے چاروں بیٹے خدا کے حضور پیش کر دیئے۔ لیکن ”تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ“ کا وعدہ اس شان سے اس کے حق میں پورا ہوا کہ مختلف دیہات کا یہ جتھہ گاؤں کے قریب آ کر ایک ایسی افواہ کے نتیجے میں واپس لوٹ گیا جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں تھی۔ حملہ کرنے والوں کو یہ خبر پہنچ گئی کہ یہاں جو احمدی خاندان ہے اس کے بہت سے ساتھی ہیں جو ہتھیار بند ہیں اور بڑے خطرناک ہتھیار ان کے پاس جمع ہیں۔ اس لئے اگر انکے چار مارے جائیں تو تمہارے سو ڈیڑھ سو مارے جائیں گے۔ اب بھی اگر تم نے حملہ کرنا ہے تو بیشک کرو۔ لیکن یہ بے حقیقت خبر سن کر وہ حملہ کئے بغیر ہی واپس لوٹ گئے۔

اسی طرح ایک اور جگہ ایک احمدی خاتون جو بیوہ تھیں، بالکل اکیلی رہتی تھیں۔ انکا کوئی بچہ بھی نہیں تھا سوائے ایک کے جو لاپتہ تھا۔ جب انکے اردگرد احمدیوں کے مکان جلنے اور لٹنے شروع ہوئے تو انکے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ یہ میری طرف رخ کیوں نہیں کر رہے؟ کہیں میرا ایمان کمزور تو نہیں کہ خدا مجھے اس آزمائش میں نہیں ڈال رہا؟ وہ ایسی بے قرار ہوئیں کہ باہر نکل کر چوک میں واویلا شروع کر دیا کہ ظالمو! تم نے میرے ایمان میں کیا کمزوری دیکھی ہے جو مجھے نہیں لُوٹ رہے؟ خدا کی قسم! میں بھی احمدی ہوں اور امام مہدی کو سچا سمجھتی ہوں۔ اگر باقی احمدیوں کے گھر لوٹ کر ان کے دل ٹھنڈے کر رہے ہو تو میرا بھی لوٹو۔ اس خلوص اور سنجیدگی کے ساتھ اس کی یہ چیخ نکلی کہ چند دن کے بعد حملہ ہوا اور سارا مکان مع سارے سامان کے جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور گھر قریباً ملبے میں تبدیل ہوگیا، لیکن اس کی اپنی جان بچ گئی۔ حملے مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ انسانی ظلم ایک حد سے آگے نہیں بڑھتا۔ چنانچہ حملہ کرنے والوں نے اس بڑھیا پر حملہ نہیں کیا۔ لیکن جلنے کے واقعہ سے وہ بڑی مطمئن تھی بلکہ اس کے متعلق آتا ہے کہ اس نے خوشی کا اس قدر اظہار کیا کہ کسی پوچھنے والے نے کہا کہ بی بی تو پاگل ہوگئی ہے؟ اس نے کہا، میں پاگل نہیں ہوئی، میں نے دیکھا کہ میرا فلاں رشتہ دار فلاں وقت لوٹا گیا۔ اسکا چھوٹا سا ٹھڑا تھا اور کاروبار بھی بہت مختصر تھا اور اب وہ لکھ پتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر قربانی پیش کر رہا ہے۔ پس میں نے تو اس طرح خدا کے فضل نازل ہوتے دیکھے ہیں۔ میں اس لئے خوش ہوں کہ مجھ پر بھی خدا کا کوئی فضل نازل ہونے والا ہے۔ اس واقعہ کے تھوڑی دیر کے بعد اس کا وہ بیٹا جو کہیں جا چکا تھا، کئی سال سے لاپتہ تھا، اس حالت میں واپس آیا کہ اس نے باہر بہت دولت کمائی تھی۔ اول تو ماں کے لئے سب سے بڑی دولت اسکا بیٹا ہی ہوتی ہے اور بیٹا بھی وہ جو گم ہو چکا ہو۔ لیکن خدا نے اسی دولت پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ ایک عمدہ مکان کی دولت سے بھی مالا مال کر دیا۔ اس کے بیٹے نے آکر جب مکان کو دیکھا تو اس نے کہا امی! میں تو یہ سوچ کر آیا تھا کہ پرانا مکان گرا کر آپ کو ایک نیا مکان بنوا کر دوں گا اور اس طرح اپنے دل کی تمنائیں پوری کروں گا۔ میرے دل میں آپ کی خدمت کے لئے بڑی تمنائیں تھیں۔ اللہ کا کتنا احسان ہے کہ اس مکان کو گرانے پر مجھے کوئی خرچ نہیں کرنا پڑا۔ اب اسکو ختم کرنے اور اکھیڑنے وغیرہ پر کم رقم خرچ ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اس نے اس جگہ ایک بہت ہی پیارا اور اچھا مکان اپنی ماں کو بنا کر دیا۔“

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرمودہ 11 فروری 1983ء)

(بحوالہ خطباتِ طاہر، جلد 2 صفحہ 81-83)

بقیہ: صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں

...... از صفحہ 6

(معمولی اور غریب) کے گھر خدا کا بروز آیا ہے

ایک اور بہت ہی مشہور و معروف واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر سیالکوٹ کے وقت پیش آیا جب حضور سیالکوٹ سے واپس جانے لگے تو الوداع کہنے کے لیے حضرت مولوی صاحب بھی ساتھ گئے آپ جب سٹیشن سے واپس آ رہے تھے تو جو سلوک حضرت مولوی صاحب کے ساتھ کیا گیا اس کی مثالیں صرف قرونِ اولیٰ میں ہی نظر آتی ہیں اس واقع کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ

”جب لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ریلوے اسٹیشن چھوڑ کر واپس آ رہے تھے تو انہیں مخالفین نے طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کیں اور دِق کیا۔ مولوی برہان الدین صاحب انہی میں سے ایک تھے۔ جب واپس جا رہے تھے تو کچھ غنڈے آپ کے پیچھے ہو گئے اور زبردستی پکڑ کر ان کے منہ میں گوبر اور گند ڈالنے لگے جس پر حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے فرطِ جذبات سے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ”او برہانیہ ایہہ نعمتاں کتھوں۔ مسیح موعود نے روز روز آناں اے“

یعنی الحمدللہ یہ نعمتیں انسان کو خوش قسمتی سے ہی ملتی ہیں۔ کیا مسیح موعود جیسا انسان روز روز آسکتا ہے کہ انسان کو ہمیشہ ایسا موقع ملے۔ اس واقعہ کے وقت آپ کی عمر 74 سال تھی۔ سبحان اللہ عشق کی یہ ادائیں داستانوں میں ہی ملتی تھیں جو مسیح کے دیوانوں نے رقم کیں اور عوام الناس نے دیکھیں ایسے فدائیوں کی عظمت کو سلام۔

دعا کا تحفہ

حصول مغفرت اور کینہ کے دور ہونے کی مومنانہ دعا

ایک صحابیؓ رسولؐ نے آنحضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ شخص جنتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو تجسّس ہوا کہ کس عمل پر خدا تعالیٰ کا یہ فضل و احسان اس پر ہوا۔ چنانچہ آپ اس شخص کے پاس جا کر مہمان رہے اس نے خوب خاطر تواضع کی۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رات تہجد پڑھی وہ سوئے رہے۔ صبح میں نے نفلی روزہ رکھا انہوں نے نہ رکھا۔ تب میں نے پوچھ ہی لیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے تم جنتی ہو اپنا وہ عمل تو بتاؤ جو جنت کا موجب ہوا۔ انہوں نے کہا۔ آپ رسول اللہؐ سے ہی پوچھیں جنہوں نے آپ کو میرے جنتی ہونے کی خبر دی ہے ابن عمرؓ آنحضورؐ کے پاس آئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اسے جا کر میری طرف سے کہو کہ اپنا عمل بتا دے۔ تب اس شخص نے بتایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میری نظر میں دنیا کی کوئی حقیقت نہیں، جتنی مل جائے یا واپس چلی جائے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ دوسرے میرے دل میں کسی کے خلاف حسد یا کینہ نہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا بلاشبہ اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ یہی دعا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو سکھائی ہے۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد 5 صفحہ 199)

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱﴾

(الحشر:11)

اے ہمارے رب! ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں مومنوں کا کینہ نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب! تو بہت مہربان (اور) بے انتہاء کرم کرنے والا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 16-17)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 50

گزشتہ سبق سے ہم فعل کی شکلیں بدلنے اور نئے افعال بنانے کے طریقوں پر بات کر رہے ہیں۔ اس سبق میں بھی ہم اس سلسلے کو جاری رکھیں گے۔

1۔متعدی بالواسطہ Indirect method of making Transitive Verbs بنانے کے لئے علامت مصدر Verb یعنی نا سے پہلے الف بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے Infinitive Sign of کرنا To do سے کرانا supervise۔تو کرنا ایک ایسا فعل تھا جس کے لئے ایک مفعول ضروری نہیں تھا جیسے میں کام کر رہا ہوں۔ لیکن کرانا ایک متعدی فعل ہے جس کے لئے مفعول ضروری ہے جیسے: وہ بچوں کو اسکول کا کام کرا رہا ہے۔

2۔اسی طرح علامت مصدر نا کے بعد وا بڑھانے سے بھی فعل متعدی بن جاتا ہے۔ جیسے تولنا weigh سے تلوانا to be weighed/ measured/ scaled وغیرہ۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ وا کا اضافہ کیا گیا ہے اور تولنا کا دوسرا حرف ایک حرف علت Vowel ہے اس لئے اسے ختم کر کے اس کی مناسبت سے Accent sign پہلے حرف پہ ڈال دیا گیا یعنی واؤ کو ختم کر کے پیش بنا لیا اور اسے ت پر ڈال دیا اور تیسرے حرف کو ساکن کر دیا تو بن گیا تُل پس وا کا اضافہ کر دیا تو بن گیا تُلوانا۔ اسی طرح سلنا Sewing سے بن جائے گا سِلوانا Stitched کیونکہ دوسرا حرف ایک علت vowel ہے اور ی ہے پس ی بدل کر زیر بن گئی اور لام ساکن کے بعد وا کا اضافہ کر دیا۔مزید مثالیں دیکھیں:بیچنا سے بِکوانا یعنی سامان بیچا اور سامان بکوا یا۔ پوچھنا سے پچھوانا۔ ہٹانا سے ہٹوانا۔ مارنا سے مروانا۔ اٹھانا سے اٹھوانا۔ دبنا سے دبوانا۔ جھاڑنا سے جھڑوانا۔ جس طرح وا کا اضافہ کرنے سے دوسرا حرفِ علت گر جاتا ہے As second vowel letter removed اسی طرح بعض جگہ تیسرا اور چوتھا حرف علت بھی گر جاتا ہے۔ جیسے: نچوڑنا سے نچُڑوانا۔

بعض جگہوں پر آپ کو زبان کے مختلف انداز بھی نظر آئیں گے جیسے بیٹھنا سے عام طور پر بنتا ہے بٹھانا۔ جیسے مہمانوں کو اندر بٹھاؤ۔ لیکن بعض جگہ اسے بٹھلانا بھی کہا اور لکھا جاتا ہے تو یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ بٹھلانا، دکھلانا، سکھلانا، بتلانا وغیرہ قدیم اردو ہے اور موجودہ اردو میں اس طریقے کو زیادہ فصیح یعنی مطلب کو واضح کرنا والا نہیں سمجھا جاتا۔

3۔بعض مصادر infinitives کے متعدی فعل Transitive Verbs دو طرح بھی بنتے ہیں جیسے دبنا to press سے دابنا بھی ہے اور دبانا بھی لیکن ان کے معنوں میں فرق ہے۔ دابنا کا مطلب ہے کسی کے اعضا کو اس لئے دبانا کہ اسے آرام مل سکے اس عمل کو اردو میں مٹھیاں بھرنا، چپّی کرنا وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ دبانا کے معنی ہیں کسی چیز کو کسی چیز کے نیچے دبا دینا جیسے: مٹی میں دبانا۔ اس کے علاوہ اس کے معنی ہیں ظلم سے یا طاقت سے کسی کو روکنا جیسے: حق کی آواز دبا دینا۔حکومت احتجاج کو دبا رہی ہے۔ اس نے میری رقم دبا لی ہے۔

اسی طرح ٹوٹنا ایک فعل ہے جیسے میرا قلم ٹوٹ گیا۔ اس سے مزید دو افعال بنتے ہیں توڑنا اور تڑانا۔ توڑنا عام طور پر کسی بھی چیز کے توڑنے کو کہیں گے، جیسے گلاس توڑ دیا۔ لیکن تڑانا صرف مخصوص معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: بیل رسی تڑا کر بھاگا۔ یہ کام نہیں کرو، اپنا بازو تڑوا لو گے۔ کرنسی کے بڑے نوٹ کے بدلے چھوٹے نوٹ لینے کو بھی تڑانا کہتے ہیں یعنی یہ Exchange and Change دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے: سو کا نوٹ تڑا لو یعنی پانچ دس یا بیس کے نوٹ لے لو۔ اسی طرح پرائز بانڈ تڑوا لو یعنی دے کر پیسے لے لو۔ اسی طرح مجہول معنوں میں بھی تڑوانا استعمال ہوتا ہے یعنی Passive voice جیسے مجھے ایک مزدور چاہیے میں نے اپنے گھر کا فرش تڑوانا ہے۔

اسی طرح فعل گھلنا سے دو مزید افعال بنتے ہیں ایک گھولنا اور دوسرا گُھلانا۔ گھولنا جیسے: دوا یا نمک پانی میں گھولنا Mix/stir اسی طرح معنی خیز انداز میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے زندگی میں زہر گھولنا یعنی کسی کی سخت دشمنی کرنا، مخالفت کرنا یا سازش کرنا۔ گُھلانا کے معنی مختلف ہیں۔ جیسے: غم نے گُھلا دیا۔ فکر نے گُھلا دیا۔

اسی طرح بھولنا اور بُھلانا دونوں فعل متعدی Transitive Verbs ہیں مگر معنوں میں فرق ہے۔ جیسے: وہ مجھے بھول گیا۔ یعنی جیسے بہت وقت گزر گیا تو بھول گیا۔ یا کوئی اور وجہ ہوگئی۔ لیکن اگر کہیں: اس نے مجھے بُھلا دیا۔ تو اس کا مطلب ہوگا کہ جانتے بوجھتے ہوئے بُھلا دیا۔ ایک اور مثال دیکھیں: وہ لکھا پڑھا سب بُھول گیا۔ یعنی مدت سے تعلیم سے دور رہا یا دماغی صحت نہ رہی، یا حالات نے بدل دیا تو وہ تمام علم جو اس نے حاصل کیا تھا سے بُھول گیا گویا کبھی علم حاصل ہی نہ کیا تھا۔ لیکن اگر کہیں: اس نے لکھا پڑھا سب بُھلا دیا۔ تو اس میں ارادہ، اور اختیار ہے۔ جیسے دنیاوی مفادات وغیرہ کے لئے سب تعلیم پس پُشت ڈال دی اور جہالت یا ظلم اختیار کر لیا۔

4۔بعض صورتوں میں امدادی فعل Helping Verbs کا اضافہ کرنے سے ایک فعل متعدی ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ اسے لے ڈوبا۔ وہ اسے لے بھاگا۔ وہ مجھ پر آن پڑا۔ اب یہاں دیکھیں کہ ڈوبنا، بھاگنا، اور پڑنا فعل لازم ہیں یعنی ایسے افعال Verbs ہیں جن مفعول Object نہیں چاہتے۔ جیسے: کشتی ڈوب گئی۔ قیدی بھاگ گیا۔ اولے پڑے۔ مگر جب امدادی افعال کا اضافہ کیا تو یہی افعال متعدی ہو گئے یعنی ایسا فعل جس کا اثر مفعول تک جاتا ہے۔ باقی آئندہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

جس کو خدا پر یقین ہے جو قرآن اور رسول اللہ ﷺ کو حق مانتا ہے اس کے لئے یہی حجت کافی ہے کہ میرے منہ سے سن کر خاموش ہو جائے لیکن جو دلیر اور بے باک ہے اس کا کیا علاج؟ خدا خود اس کو سمجھائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ خدا کے واسطے اس امر پر غور کریں اور اپنے دوستوں کو بھی وصیت کریں کہ وہ میرے معاملہ میں جلدی سے کام نہ لیں۔ بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں اور پھر خدا تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگیں کہ وہ ان پر حق کھول دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان تعصب اور ضد سے پاک ہو کر حق کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرے گا تو ایک چِلّہ نہ گزرے گا کہ اس پر حق کھل جاوے گا مگر بہت کم لوگ ہیں جو ان شرائط کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں اور اس طرح پر اپنی کم سمجھی یا ضد و تعصب کی وجہ سے خدا کے ولی کا انکار کر کے ایمان سلب کر لیتے ہیں کیونکہ جب ولی پر ایمان نہ رہے تو ولی جو نبوت کے لئے بطور میخ کے ہے۔ اسے پھر نبوت کا انکار کرنا پڑتا ہے اور نبی کے انکار سے خدا کا انکار ہوتا ہے اور اس طرح پر بالکل ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 244 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

حق ماننا: کسی شے کو یا عقیدے کو سچ ماننا۔

حجت: دلیل، وجہ، ذریعہ۔

بے باک: اخلاقی آداب کا خیال نہ رکھنا۔ منہ پھٹ، بدتہذیب، جلد باز۔

علاج: حل، طریقہ۔

چِلّہ: چالیس دن رات، دعا کا ایک طریق جس میں سچ معلوم کرنے کے لئے مسلسل چالیس روز دعا کی جاتی ہے۔

حق کھل جانا: سچ ثابت ہو جانا

ایمان سلب ہونا: ایمان، یقین ختم ہو جانا، یا بطور ایک ردعمل کے خدا تعالیٰ کی طرف سے سختی آنا۔

بطور میخ: ایک مضبوط سہارے کی طرح، ایک روشن دلیل کے مانند۔

پاکستان، الجزائر اور افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تازہ تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 3/ جون 2022ء میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

اس وقت میں پاکستان کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ حالات عمومی طور پر جو بگڑ رہے ہیں وہ تو ہیں پاکستان کے۔ احمدیوں کی طرف بھی ایسے حالات میں پھر ان کی توجہ ہو جاتی ہے۔ مخالفت بڑھ رہی ہے۔ پرانی قبریں اکھیڑنے کی طرف سے بھی انہوں نے گریز نہیں کیا۔ انتہائی بدطینت قسم کے لوگ ہی۔ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کرے۔ اسی طرح الجزائر کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ وہ بھی آج کل مشکلات میں گرفتار ہیں۔ افغانستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین

محمد اظہار احمد راجہ۔ مبلغ سلسلہ، برکینا فاسو

جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی سرگرمیوں کی ایک جھلک

ماہ مارچ 2022ء

تبلیغ

دوران ماہ سنٹرل مشن کی طرف سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں تبلیغی پمفلٹ چھاپ کر ملک بھر میں تقسیم کیے گئے۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ ریجن بانفورا اور ریجن واہیگیا نے دوران ماہ تبلیغ کے لیے ریجن میں کتابچہ تقسیم کرنے کا پروگرام منعقد کیا اور عالمی بحران اور امن کا رستہ کے موضوع پر چھپے کتابچے تقسیم کیے۔

تعمیر مساجد

ریجن توگاں کی جماعت سانکوئے میں ایک نئی مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے اور اس مسجد کی تعمیر چھت تک ہوگئی ہے۔

خدمت خلق (بینائی کا تحفہ)

ریجن یاکو میں جماعت احمدیہ کی فلاحی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ کے پروگرام گفٹ آف سائٹ کے تحت فری آئی کیمپ کاانعقاد کیا گیا یہ کیمپ 28 فروری تا 5 مارچ 2022 تک رہا اس میں 510مریضوں کا معائنہ کیا گیا جس میں سے 146مریضوں کا مفت آنکھوں کا کیٹاریکٹ آپریشن کیا گیا۔

فٹبال ٹورنمنٹ

جماعت احمدیہ ریجن کایا نے دوران ماہ پہلا مسرور فٹبال ٹورنمنٹ مسرور مارا کانا کا انعقاد کیا جو کہ 18 مارچ تا 20 مارچ جاری رہا۔

دورہ وفد نصرت جہاں اسکیم

دوران ماہ 19-22 مارچ نصرت جہاں اسکیم کے تحت دو ڈاکٹر صاحبان (مکرم ڈاکٹر عزیز بھٹی صاحب اور مکرم ڈاکٹر طاہر صاحب) کی ٹیم برکینا فاسو آئی اس وفد نے جماعتی اسپتالوں کے علاوہ ریجن واہیگیا اور سنٹرل ریجن واگا ڈوگو میں قائم مختلف بڑے اسپتالوں کا دورہ بھی کیا۔

جلسہ ہائے مسیح موعودؑ

23 مارچ کو ملک کے طول وعرض میں جلسہ ہائے مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مرکزی ریجن واگا ڈوگو میں ایک بڑا جلسہ جامعۃ المبشرین برکینا فاسو میں منعقد کیا گیا اور اس جلسہ کی صدارت مہمان خصوصی مکرم محمد شریف عودۃ صاحب نے کی اس جلسہ میں ڈیڑھ صد کے قریب احباب و خواتین نے شرکت کی۔

مثالی وقار عمل

دوران ماہ ہر ہفتہ و اتوار کو ریجن واگا دوگو کے مقامی خدام جلسہ کی تیاری کے سلسلہ میں جماعتی قطعہ بستان مہدی میں وقارعمل کے لیے آتے رہے اور جلسہ کے انتظامات کے لیے وقارعمل کرتے رہے۔

تقسیم راشن

لجنہ اماء اللہ برکینا فاسو نے تقسیم راشن اور کپڑوں کی تقسیم کا ایک پروگرام منعقد کیا جو کہ ریجنل مہاجرین کی بستیوں میں جا کر تقسیم کیے گئے۔

ذیلی تنظیمیں

ریجن لیول مجلس خدام الاحمدیہ نے میٹنگ منعقد کی اور کمیٹی برائے جلسہ سالانہ کی معاونت اور کام کو مزید بہتر کرنے کی پلاننگ کی گئی۔

ریجن بوبو جلاسو میں مجلس انصار اللہ نے ریجنل عاملہ کو فعال کرنے کے لیے ایک عاملہ اور زعماء اور زونل صدران کی ایک میٹنگ منعقد کی۔

جلسہ سالانہ برکینا فاسو

ماہ مارچ کے آخر پر ہرسال جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ امسال بھی 25 تا 27 مارچ 2022 یہ 30واں جلسہ منعقد کیا گیا۔

اس جلسہ کی تیاری کے لیے افسر صاحب جلسہ سالانہ مکرم کونے داؤدا صاحب نے مختلف ریجنز کا دورہ کیا جس میں ریجن ٹینکو ڈوگو، کایا، ددگو اور لیو شامل ہیں۔ ان ریجنز میں ریجنل کمیٹی برائے جلسہ سالانہ سے ملاقات ان کی سعی کا جائزہ اور کام کو مزید بہتر کرنے کی تجاویز پیش کی گئیں۔

اسی طرح ریجن ٹینکو ڈوگو، کوپیلا، کودگو اور بورومو میں ریجنل مبلغین نے دورہ جات کیے اور احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ریجنل

کمیٹی برائے جلسہ سالانہ سے ملاقات ان کی سعی کا جائزہ اور کام کو مزید بہتر کرنے کی تجاویز پیش کی گئیں۔

اعزاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ 21مارچ 2022 کو جماعت احمدیہ برکینافاسو میں مکرم محمد شریف عودۃ صاحب امیر جماعت احمدیہ کبابیر، فلسطین بطور نمائندہ خصوصی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برکینا فاسو کے دورہ پر اور بطور مہمان خصوصی جلسہ سالانہ برکینا فاسو 2022 تشریف لائے۔

21 مارچ کو مکرم نمائندہ حضور انور نے سنٹرل مشن میں موجود مرکزی دفاتر، CMA جماعت احمدیہ برکینا فاسو کا قائم کردہ اسپتال، سنٹر میڈیکل احمدیہ، جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی پریس نور الاسلام اور جماعتی مرکزی عمارات کا دورہ کیا۔

22 مارچ کو جماعت احمدیہ برکینا فاسو کے مرکزی دفاتر میں ایک پریس کانفرنس بلائی گئی جس کی صدارت مکرم نمائندہ حضور انور نے کی اس پریس کانفرنس میں مہمان خصوصی نے اپنے برکینا فاسو دورہ کے مقصد اور مختلف پروگرامز کے حوالے سے بات کی۔ اسی پریس کانفرنس میں مکرم محمود ناصر ثاقب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو اور مکرم کونے داودا صاحب افسر جلسہ سالانہ نے امسال کے جلسہ کا موضوع ''محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں'' اور جلسہ کی تاریخوں کا باقاعدہ اعلان کیا۔ اسی طرح مختلف ٹی وی چینلز اور ریڈیو کے نمائندگان صحافیوں نے معزز مہمان کے انٹرویوز ریکارڈ کیے اور دوران ہفتہ نشر کیے۔

23مارچ کو نمائندہ حضور انور نے جامعۃ المبشرین برکینا فاسو میں جلسہ مسیح موعودؑ کی صدارت کی اور حاضرین سے اس موقع پر خطاب کیااور نماز مغرب اور عشاء پڑھائی۔

24مارچ کو نمائندہ حضور انور نے جلسہ سے ایک روز قبل جلسہ سالانہ برکینا فاسو کے انتظامات کا معائنہ کیااور نماز مغرب اور عشاء پڑھائی۔

25مارچ کو نمائندہ حضور انور نے جلسہ گاہ میں نماز تہجد پڑھائی اور دوپہر کو خطبہ جمعہ دیا اور شاملین جلسہ کو نماز جمعہ وعصر پڑھائی اسی دن شام پانچ بجے جلسہ کے افتتاحی سیشن میں خطاب کیااور نماز مغرب و عشاء پڑھائی۔

26 مارچ کو نمائندہ حضور انور نے جلسہ گاہ میں نماز تہجد پڑھائی اور بقیہ پانچ نمازوں کی امامت کروائی۔ اس کے علاوہ سہ پہر چار بجے تمام مرکزی مبلغین، لوکل مشنریز اور معلمین کے ساتھ ایک نشست کی صدارت کی اور قیمتی نصائح سے نوازا اور مجلس سوال و جواب منعقد کی۔

رات نو بجے عربی بولنے والے احباب کا الگ سے جلسہ

بقیہ صفحہ 12 پر

سانحہ ارتحال و ذکر خیر چوہدری بشیر احمد گورایا مرحوم

آف مغلپورہ لاہور حال راولپنڈی

مکرم چوہدری بشیر احمد گورایا صاحب منڈیکی گورائیہ ضلع سیالکوٹ میں 1920ء میں مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔

مکرم چوہدری نصیر احمد گورایا بیان کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم چوہدری بشیر احمد گورایا 5 فروری 2022ء کو 102 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

آپ جون 1920ء میں ایک وہابی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ فطرتاً نیک طبیعت تھے۔ بتایا کرتے تھے کہ نوجوانی میں عبادات پر زور تھا لیکن دل مطمئن نہیں تھا اور ایک گہری خلش ہر وقت دل میں رہتی تھی کہ یہ سب کچھ مصنوعی اور بناوٹی ہے۔

18سال کی عمر میں ویرانوں میں جا جا کر اللہ کے حضور روتے اور گڑگڑاتے کہ یا اللہ! تو مجھے مل جا۔ کئی سال اسی مجاہدے میں گزرے اور پھر ''سبز اشتہار'' نظر سے گزرا۔ بڑے جوش اور خوشی سے بتایا کرتے تھے کہ ''سبز اشتہار'' کے الفاظ ''وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا'' کا دل پر بہت گہرا اثر ہوا اور اپنے احمدی روم میٹ سے کہا کہ جس شخص کے بارے میں یہ الفاظ ہیں وہ کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ قادیان میں موجود ہیں اور ان کا نام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہے۔ اور وہ ہمارے خلیفہ ثانی ہیں۔ آپ نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ چنانچہ آپ جلسہ قادیان پر گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پہلی تقریر سنتے ہی بیعت کر لی اور کہا کہ اس وجود کو عطا شدہ علم اور معرفت خدائی تصرف کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میری جوانی کی عبادات اور آنسوؤں کا صلہ خدا نے مجھے قبولیت احمدیت کی صورت میں دیا۔ ساری عمر اس انعام پر خدا کا شکر ادا کرتے رہے۔ اور ہر محفل اور مجلس میں بڑے جوش اور ولولے سے اپنی اولاد اور دیگر کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ احمدیت اور خلافتِ احمدیہ ہم پر خدا کا سب سے بڑا انعام اور احسان ہے اور اس کی قدر کرو۔ حضور کا live خطبہ سننے کے لئے سارا ہفتہ بے تابی سے انتظار کرتے اور جمعہ والے دن صبح ہی سے بڑے خوش ہوتے کہ اب حضور کا براہ راست دیدار ہونے کو ہے۔ سب گھر والوں کو بھی اس خوشی میں شریک کرتے اور سب اکٹھے بیٹھ کر خطبہ سنتے۔ ہفتے میں کئی بار ریکارڈنگ بھی سنتے۔ سارا ہفتہ گھر والوں سے خطبہ کے پُرمعارف نکات پر شب و روز گفتگو کرتے۔

ساری زندگی خدا سے خدا ہی کی محبت مانگتے رہے۔ خلافت سے بے انتہا عشق تھا۔ یہ عشق اس حد تک تھا کہ 24سال کی عمر میں جب احمدی ہوئے تو لاہور سے قادیان حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خطبہ جمعہ سننے جایا کرتے تھے۔

آپ بتایا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وہ تاریخی تقاریر، سیر روحانی، جو سخت سردی کے موسم میں گھنٹوں چلیں وہ ان میں سے ایک تقریر میں موجود تھے اور سارا مجمع ساکت و جامد ہو کر حضورؓ کی تقریر سننے میں محو تھا۔ تقریر کے دوران ایک موقع پر ابا جان کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اس وقت حضورؓ کے منہ سے خدا بول رہا ہے۔ اور اگلا ہی جملہ جو حضورؓ کے منہ سے بے اختیار نکلا وہ یہ تھا کہ ''اس وقت میں نہیں بلکہ میرا خدا بول رہا ہے''

مغلپورہ لاہور کی جماعت میں مختلف حیثیتوں بطور سیکرٹری تعلیم وسیکرٹری اصلاح و ارشاد وغیرہ میں خدمت دین کی توفیق پائی۔ بے حد پیار کرنے والے، مہمان نواز، غریب پرور اور منکسر المزاج تھے۔ صاحب کشف و رؤیا تھے سب چیزوں میں ہمیشہ ''اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'' کی صف میں شامل رہے اور ساری اولاد کی اوائل بلوغت میں وصیت کروائی اور ہمیشہ تاکید کی کہ نئے سال کا آغاز ہوتے ہی وعدہ اور 100فیصد ادائیگی پورے سال کی ہو جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ساری اولاد دہائیوں سے اس پر عمل پیرا ہے۔

گھر میں باقاعدگی سے نماز باجماعت کا التزام کرتے اور ہر نماز کے بعد درس کُتب حضرت مسیح موعودؑ ہوتا۔ دن کا زیادہ تر حصہ تلاوت قرآن کریم، تفسیر اور روحانی خزائن کے مطالعہ ہی میں گزارتے۔

آپ کے دوسرے بیٹے مکرم ظہیر احمد گورایا بیان کرتے ہیں۔

والد صاحب اپنی ایک خواب کا ذکر اکثر کیا کرتے تھے جو انہوں نے 1956ء میں دیکھی اور ہمارے ازدیاد ایمان کے لئے بتاتے تھے کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے''۔ خواب کچھ یوں ہے کہ والد صاحب نے دیکھا کہ ربوہ میں ایک بلڈنگ کے باہر بہت سے افراد جماعت جمع ہیں اور ایک پریشانی اور مشکل کا وقت ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ لوگ کیوں اتنے غمزدہ ہیں والد صاحب بلڈنگ کے اندر چلے جاتے ہیں اور ایک بڑے ہال میں داخل ہوتے ہیں۔ ہال کے اندر بالکل سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تشریف فرما ہوتے ہیں اور ان کے سامنے حضرت مرزا ناصر احمدؒ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ان سے ملنے کے لئے ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھتے ہیں کہ پورے ہال میں ایک بلند آواز گونجتی ہے ''یہی خدا کا مقرر کردہ سچا خلیفہ ہے یہی خدا کا مقرر کردہ سچا خلیفہ ہے، یہی خدا کا مقرر کردہ سچا خلیفہ ہے۔'' آپ چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھتے ہیں کہ یہ کون کہہ رہا ہے لیکن پورے ہال میں کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر آپ کو خواب میں ہی یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فرشتوں کی آواز ہے۔ پھر آپ سوچتے ہیں کہ یہ فرشتے مجھے کیوں بتا رہے ہیں کہ ''یہی خدا کا مقرر کردہ سچا خلیفہ ہے'' جبکہ میرا تو اپنا یہی ایمان ہے اور میں ان کو سچا خلیفہ مانتا ہوں۔ پھر آپ آگے بڑھ کر حضورؓ کے سامنے پہنچ جاتے ہیں۔ حضورؓ کے سامنے ایک صاف شفاف پلیٹ کے اندر نہایت خوشنما سفید رنگ کی شیرینی پڑی ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ وہ پلیٹ اٹھا کر حضرت مرزا ناصر احمدؒ کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور آپ اباجی سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اب یہ شیرینی مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ آپ کو بانٹا کریں گے۔ اباجی کہتے تھے کہ اُس وقت تو اس خواب کی مجھے پوری طرح سمجھ نہیں آئی لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات ہوئی اور حضرت مرزا ناصر احمدؒ کا خلیفہ کا انتخاب ہو گیا تو مجھے پوری خواب سمجھ آ گئی اور اس غم کی گھڑی میں خدا تعالیٰ نے قلبی سکون عطا فرمایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ پیشگی افرادِ جماعت میں سے بعض کو آنے والے حالات بتا دیتا ہے اور کس طرح دلوں میں نفوذ کر دیتا ہے کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے''

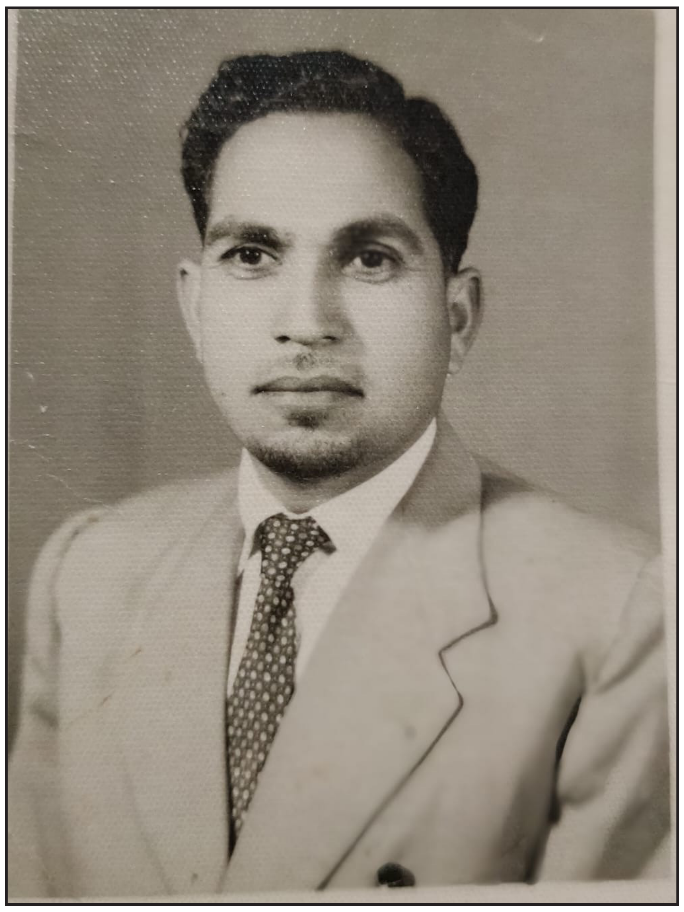

والد صاحب کو ابھی احمدیت قبول کئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ آپ کے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ خواب بیان کرتے ہوئے کہتے تھے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے باادب کھڑا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ''بشیر احمد جھولی کر'' کہتے ہیں میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے قمیض پکڑ کر جھولی بنائی اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر شیریں پھل اور اناج میری جھولی میں ڈالتے گئے۔ یہاں تک کہ جھولی بھر گئی۔ پھر آپ حضرت مسیح موعودؑ سے سلام کر کے واپسی کے لئے ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو آواز دے کر واپس بلایا ''ٹھہریں'' آپ واپس مڑ کر سامنے کھڑے ہو گئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو مخاطب ہو کے فرمایا'' آپ نے چندوں میں اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں آنا ہے''۔ اباجی کو ابھی چندوں کا پوری طرح پتا بھی نہیں تھا۔ پھر ساری معلومات اور تفصیل لے کر تمام چندوں میں شامل ہو گئے۔ ساری عمر اپنی آمدن میں سے سب سے پہلے چندہ ادا کرتے اور بعد میں کوئی اور خرچ کرتے۔ تحریک جدید اور وقف جدید کے نئے سال کا شدت سے انتظار کرتے اور میری ڈیوٹی لگاتے کہ وعدوں کی فہرست بنا لو تقریباً ایک ماہ قبل ہی۔ پھر روزانہ نہیں تو دوسرے تیسرے دن لسٹ کو دوبارہ دیکھتے اور کہتے ''ظہیر احمد! وعدہ ہور ودا دے''۔ یعنی ظہیر بیٹے وعدہ اور بڑھا دیں۔ اس طرح خلیفۂ وقت جب تک نئے سال کا اعلان فرماتے آپ لسٹ کو تین چار بار بڑھا کر فائنل کرتے اور سیکرٹری مال کو تقریباً روزانہ یاد دہانی کرواتے کہ ''حضور جیس دن اعلان فرمان، اوسے دن اوسے ویلے سب توں پہلاں میری رسید بناؤ۔''

یعنی حضور انور جس دن نئے مالی سال کا اعلان کریں اسی دن سب سے پہلے میری رسید کاٹی جائے۔

ہم نے ساری عمران کو پہلے دن پوری ادائیگی کرتے ہوئے دیکھا۔ اور ساری عمران کی جھولی بھری ہوئی دیکھی۔ تحریک جدید اور وقف جدید کے اعلان والے دن اس طرح خوش ہوتے جیسے آج عید کا دن ہے۔ اپنی ساری اولاد کی یہی تربیت کی اور عمل کروایا کہ چندہ پہلے دن یکمشت ادا کریں۔ بتایا کرتے تھے کہ ایسے کرتے رہو گے تو جھولیاں اور جیبیں بھری رہیں گی۔ دیکھو! میری پوری زندگی میں کوئی ایک سال بھی ایسا نہیں آیا کہ میں پہلے دن چندہ دینے کی پوزیشن میں نہ ہوں۔ یہ چندے کی برکت ہی ہے کہ جیبیں اور جھولیاں اللہ تعالیٰ بھری ہی رکھتا ہے۔ جس کسی فرد جماعت سے ملتے تو

بقیہ صفحہ 12 پر

ایڈیٹر کے نام خط

’’الفضل‘‘ کے فضل سے میرے سب کام سنور گئے

•مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا، کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

خاکسار کی طرف سے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کو، تمام انتظامیہ اور تمام قارئینِ الفضل کو الفضل کی ترقیات کے 109 سال مکمل ہونے پر دلی مبارک باد پیش ہے۔ خدا کرے کہ اس روحانی مائدہ سے تاقیامت ہماری نسل در نسل مستفیض ہوتی چلی جائیں۔ آمین اللّٰھم آمین

مورخہ 18جون 2022ء کے شمارے میں محترمہ درثمین احمد، جرمنی کا مضمون بعنوان ’’روزنامہ الفضل سے میری وابستگی‘‘ پڑھا اور دل کے بہت قریب لگا۔

آج یہ مضمون پڑھ کر جی چاہا کہ میں بھی الفضل سے اپنے تعلق کے بارے میں کچھ بیان کروں۔ جب سے میں اس ٹیم کا حصہ بنی ہوں۔ مدیر محترم نے ہمیشہ کمال شفقت سے میری ہر کمی اور کوتاہی کو برداشت کیا اور ابھی تک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان کو اس کی بہترین جزاء دے، آمین۔

پروف ریڈنگ کے حوالے سے مضمون میں جو محترمہ امۃ الباری ناصر کا جملہ بیان کہ ’’پروف ریڈنگ بہت ظالم کام ہے‘‘ یہ واقعی درست بات ہے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے بار بار چیک کر کے بھی جب مضمون بھیجا جائے تو کہیں نہ کہیں سے غلطیاں نکل ہی آتی ہیں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوتی ہیں۔ ایک سچ بات جس کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ جب سے خاکسار نے بطور ٹیم ممبر الفضل کا کام شروع کیا اس وقت سے الفضل سے محبت وعقیدت مزید بڑھ گئی ہے۔ پہلے کبھی کبھار ناغہ بھی ہو جاتا تھا۔ لیکن اب تو نہایت بے قراری سے دوپہر سے اس کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ کینیڈا میں جیسے ہی شام کے پانچ بجتے ہیں اور الفضل اپ لوڈ ہوتا ہے۔ اسی وقت پڑھتی ہوں، اسٹیٹس پر بھی لگالیتی ہوں اور اہم تربیتی مضامین شیئر بھی کرتی ہوں۔جس سے بہت لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، الحمد للہ۔ کیونکہ اب احساس ہوگیا ہے کہ کتنی محنت اور عرق ریزی سے یہ شمارہ تیار ہوتا ہے۔ کتنے افراد کی شب و روز کی محنت اس میں شامل ہے۔

ایک واقعہ جس کا ذکر کرنا چاہتی ہوں کہ اس رمضان کے آخری ایام میں مدیر محترم نے کچھ کمپوزنگ کا کام بھیجا۔ اس سے اگلے دن مجھے سسکاٹون اپنے والدین کے گھر عید گزارنے کے لیے جانا تھا اور وہ دن بے حد مصروف تھا۔ مجھے میرے میاں نے کہا کہ آپ ایڈیٹر صاحب سے معذرت کر لیں کہ اس بار آپ کے لیے مشکل ہو جائے گا۔ ان کا کام نہ رکے اور وہ کسی اور سے کروالیں۔ میں نے کہا کہ نہیں میں معذرت نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے گا۔ اس کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے وقت میں برکت ڈالے گا۔ اپنے میاں سے ہی کہا کہ آپ بولتے جائیں میں ٹائپ کرتی جاتی ہوں۔ جلدی جلدی کام ہو جائے گا اور یہی ہوا گھنٹے سوا گھنٹے میں وہ کام ختم کر کے میں نے ای میل کر دی، الحمد للہ۔

لیکن اس نہایت چھوٹے سے کام سے یقین مانیئے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سارے کام اتنے احسن رنگ میں اور مختصر وقت میں کیے کہ میں خود حیران تھی۔ اس سے قبل جب بھی مجھے سسکاٹون جانا ہوتا تھا آخری وقت تک میرے کام ختم نہیں ہوتے تھے اور یہ بے چینی الگ کہ کوئی چیز بھول نہ جاؤں، کچھ رہ نہ جائے۔ لیکن اس دن خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا سکون اور اطمینان تھا کہ میں خود حیران تھی۔ بے شک یہ الفضل کے کام کا ہی فضل تھا جو میرے سب کام آسانی سے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیں الفضل کے فضل و برکات سے نوازتا رہے اور ہمارے پیارے اخبار الفضل کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے اور ساری دنیا کی علمی اور روحانی پیاس کو بجھانے والا ہو۔ آمین اللّٰھم آمین۔

فضل خدا کے ساتھ یہ اخبار ہے آتا
ہر روز بن کے دیکھیے تہوار ہے آتا
شعر و نثر و خطاب و علمی مراسلات
ہر اک طرح کے لے کے یہ اشمار ہے آتا

رپورٹ: فضل احمد مجوکہ۔ نمائندہ الفضل آن لائن پرتگال

جلسہ یومِ خلافت جماعتِ احمدیہ پرتگال

منعقدہ 29/ مئی 2022ء

مؤرخہ 29 مئی 2022ء بروز اتوار جماعتِ احمدیہ پرتگال کے زیرِ اہتمام جلسہ یومِ خلافت منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت خاکسار فضل احمد مجوکہ صدر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ پرتگال نے کی۔ اس جلسہ میں خلافت کے موضوع پر مختلف تقاریر پیش کی گئیں۔ جلسہ کا آغاز سورۃ النور کی آیات 55 تا 58 کی تلاوت سے ہوا جو کہ مکرم مشہود جالو صاحب نے کی، ان آیات کا

پرتگیزی اور اُردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم لقمان احمد چیمہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام ’’محاسن قرآن کریم‘‘ سے چند اشعار خوبصورت آواز میں پیش کیے جن کا پرتگیزی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد اس جلسہ کی پہلی تقریر اردو زبان میں تھی جو مکرم سیف الرحمٰن صاحب صدر خدام الاحمدیہ پرتگال نے پیش کی، ان کی تقریر ’’برکاتِ خلافت‘‘ کے موضوع پر تھی۔ جلسہ کی دوسری تقریر مکرم محمد صالح طورے صاحب جنرل سیکرٹری جماعتِ احمدیہ پرتگال نے پیش کی جو ’’جوہرِ خلافت‘‘ کے موضوع پر تھی۔ یہ تقریر گنی بساؤ کی زبان کریول میں تھی جس کا بعد ازاں اردو میں خلاصہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد عزیزم رانا ثمر احمد صاحب نے ثاقب زیروی صاحب مرحوم کے منظوم کلام ’’ہے عرفانِ اسلام ہر سمت جاری‘‘ سے چند اشعار پیش کیے۔ اس جلسہ کی

آخری تقریر خاکسار نے پیش کی جو ’’خلافت کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر تھی۔ یہ تقریر اردو اور پرتگیزی دونوں زبانوں میں پیش کی گئی۔ تقاریر کے اختتام پر خلافت کی محبت میں چند نظمیں بھی پیش کی گئیں۔ جلسہ کا اختتام اجتماعی دُعا سے ہوا، اس جلسہ کی کل حاضری 90 تھی۔جس میں سے 50 افراد مشن ہاؤس میں آ کر اس جلسہ میں شامل ہوئے جبکہ 40 افرادِ جماعت نے Zoom اور WhatsApp کے ذریعہ جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ اس موقع پر جلسہ میں شامل ہونے والے تمام افرادِ جماعت کے لیے طعام اور چائے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافتِ احمدیہ سے ہمیشہ اطاعت اور وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی سرگرمیاں...... از صفحہ 9

عربی زبان میں منعقد ہوا اور اس کی صدارت اور اس میں خطاب بھی نمائندہ حضور انور نے کیا۔

27مارچ کو نمائندہ حضور انور نے جلسہ گاہ میں نماز تہجد پڑھائی اور بقیہ پانچ نمازوں کی امامت کروائی اس کے علاوہ جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی صدارت کی اور خطاب کیا۔ جلسہ کے اختتام پر جلسہ کی کوریج کے لیے آئے ہوئے صحافیوں کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ اسی دن رات کو کارکنان جلسہ سالانہ کے ساتھ عشائیہ میں بھی شامل ہوئے۔

28مارچ کو نمائندہ حضور انور نے ریجن پو کا سفر کیا اور وہاں ایک نئی تعمیر کردہ مسجد بیت الرحمن کاافتتاح کیا اور ملحقہ نوتعمیر کردہ معلم ہاوس کا بھی دورہ کیا اور دعا کی۔

29 مارچ کو نمائندہ حضور انور نے ریجن بوبوجلاسو کی طرف سفر کیا جہاں اس ریجن میں بناکوروسو کی جماعت میں ایک نئی تعمیر کی گئی مسجد کا افتتاح کیا۔

30مارچ کو نمائندہ حضور انور نے بوبوجلاسو ریجن میں جلسہ تربیت کی صدارت کی اور حاضرین سے خطاب میں قیمتی نصائح سے نوازا۔ اس کے علاوہ جماعتی ریڈیو پر بھی تبلیغی نشست کی صدارت کی اور پیغام حق عوام الناس تک پہنچایا۔

31 مارچ کو نمائندہ حضور انور نے ریجن بوبوجلاسو میں جماعت باما

کی ایک نئی تعمیر کردہ مسجد کا افتتاح کیا۔

یکم اپریل کو نمائندہ حضور انور نے ریجن بورومو کی جماعت بیچا کو میں ایک مسجد کاافتتاح کیا۔

2 اپریل کو نمائندہ حضور انور جامعۃ المبشرین برکینا فاسو تشریف لائے اور اساتذہ و طلباء کے ساتھ ایک نشست منعقد ہوئی۔ اسی دن رات کو سنٹرل مشن ہاؤس سومگاندے میں نمائندہ حضور انور کی واپسی کے موقع پر اعزاز میں ایک االوداعیہ تقریب منعقد کی گئی اور یوں یہ دورہ اختتام پذیر ہوا۔

جامعۃ المبشرین برکینا فاسو

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے پہلے فرانکو فون جامعہ سے نواز رکھا ہے اور یہ جامعہ 2017ء سے قائم ہے۔ تمام سال جماعتی پروگرامز اور تقریبات میں جامعہ کے طلباء کی خدمت قابل رشک اور بےمثال ہوتی ہے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ لیکن سال کا سب سے بڑا اور اہم موقع جلسہ سالانہ ہوتا ہے اور اس کی تیاری کے لیے جامعہ میں تین ہفتہ کے لیے تدریس روک دی جاتی ہے اور طلباء و سٹاف جامعہ دن رات وقارعمل کر کے جلسہ کی کامیابی کے لیے اپنی تمام تر کوشش صرف کر دیتے ہیں اور جلسہ کے بعد جب سب شاملین اپنے گھر چلے جاتے ہیں تو یہی مسیح کے سپہ سالار اپنی پوری ہمت کے ساتھ ایک ماہ سے زائد عرصہ میں لگایا گیا سیٹ اپ صرف تین چار دن میں وائنڈ اپ کر کے دوبارہ تدریس کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ یہ نظارہ امسال بھی دیکھنے کو ملا اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کو قبول فرمائے اور خدمت میں مزید بڑھائے آمین۔

بقیہ: چوہدری بشیر احمد گورایا مرحوم...... از صفحہ 10

اسے یہی نصیحت کرتے کہ آزما کر دیکھ لو پہلے دن یکمشت ادائیگی کرو۔ اللہ پورا سال اس کی برکتیں نازل کرتا رہے گا اور کبھی تنگدست نہیں ہو گے۔ بہت سے دوست احباب آپ کو آ کر بتاتے کہ آپ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ہم نے چندہ پورا ادا کر دیا ہے۔

مکرم مبشر احمد طاہر۔ مورڈن لندن سے لکھتے ہیں کہ

خاکسار آپ کا داماد ہے۔ میری شادی 1984ء میں ہوئی۔ اس طرح میرا گورایا صاحب سے کافی پرانا تعلق ہے۔ میں نے گورایا صاحب کو نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر قائم دیکھا۔ احمدیت اور خلیفۂ وقت کی محبت میں غرق دیکھا۔ اور ہم سب کو بھی اس کی نصیحت کرتے۔ نہایت ہی شریف النفس اور دھیمے مزاج کے انسان تھے۔ اپنے اور غیروں کو ہمیشہ ان کی تعریف کرتے سنا۔ اللہ تعالیٰ ان سے پیار کا سلوک فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ہمیں ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

ایک کینین کہاوت ہے کہ ایک یتیم بچھڑا اپنی کمر ہی چاٹتا ہے۔ اس کہاوت کے ایک معنی یہ ہیں کہ جب کسی کا کوئی سرپرست یا سہارا نہ رہے تو اسے خود ہی مضبوط ہونا پڑتا ہے۔ یا کہا جاتا ہے کہ یتیم بچے جلدی بڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ انہیں زمانے کی سختیوں کا جلد سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے سبب وہ اپنا بوجھ جلد اٹھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

دین اسلام میں اس قسم کے کئی احکام ہیں جو یتیموں، مسکینوں اور کمزوروں کی مدد کرنے اور ان کا سہارا بننے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ذیشان محمود۔ سیرالیون

طلوع وغروب آفتاب

30/جون 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:14	19:07
مدینہ منورہ	04:05	19:14
قادیان	03:46	19:38
ربوہ	03:27	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:22	21:22

فقہی کارنر

صدقہ کا گوشت صرف غرباء کا حق ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اہلیہ صاحبہ عبد العزیز صاحب سابق پٹواری سیکھواں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں یہاں قادیان میں بیمار ہوگئی اور دو جانور صدقہ کئے اور حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ کیا صدقہ کا گوشت لنگر خانہ میں بھیجا جاوے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’یہ غرباء کا حق ہے۔ غرباء کو تقسیم کیا جاوے‘‘ چنانچہ غرباء کو تقسیم کیا گیا۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 191)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)